Kalb Ali Khan, Nawab of Rampur

Khāqānī-yi dastanbūe

خلق الانسان علمه البیان

لله الحمد و المنة که این شاهد یوسفستان معانی مسمی به

تصنیف جناب ہلال رکاب نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ [illegible]

خاقانی

دستنبوی

۱۲۹۲ھ

بدار الریاسه مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المفاسد والشرور

در مطبع تاج المطابع حلیه طبع پوشید

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

۱

اودہر شہرہ ہوا چہپکر نشیدِ خسروانی کا
ادہر مطلع کہا یہ حمد مین دیوانِ ثانی کا

ثنائی حق سی یہ تبہ ہوا میری معانی کا
کہ اب دعوی نہین روح القدس کو رمز دانی کا

خدا کی بعد ذاتِ صاحبِ معراج ہی جسنی
بڑہایا عرش سی پایہ سرای اُمّہانی کا

زمانہ ہمسری کیونکر کری اوس نورِ اقدس سی
مقابل جلوۂ باقی سی ہو منہ کیا ہی فانی کا

یہ کسکا نامِ نامی مینی لکہا ہی سرِ دیوان
کہ ہی ایک ایک مصرع مین اثر سبع المثانی کا

ہوی پیدا وہ تیغِ عزم سی جوہر شجاعت کے
کہ اب تک غلغلہ ہی دہر مین صاحبقرانی کا

اگر ہی نقشِ سُمِ شبدیز کا اونکی مہِ کامل
تو مہرِ حشر بھی پرتو ہی شمشیرِ یمانی کا

زبانِ لال پر گر مدحِ حضرت سے گہر افشان ہو
تو عقلِ اولین کو دی سبق معجز بیانی کا

ہزارون رحمتین اولاد اور اصحاب پر اونکی
رہی دنیا مین جبتک نام رنج و شادمانی کا

کہو کچھ عاشقانہ شعر جن پر ہون ملک صدقی
دکھاؤ جوش نواب اب طبیعت کی روانی کا

۲

یہی عالم رہا عشاق سی گر بدزبانی کا
تو مٹ جائیگا شہرہ رفتہ رفتہ بیدہانی کا

کیا یہ بندوبست آخر بلائی آسمانی کا
کہ دلمین بھی نہ کہنا نام تک عشقِ نہانی کا

شہادت کا دیا ہی مژدہ قاصد نی مبارک ہو
دلِ رنجور کو پیغام عیشِ جاودانی کا

نہ آیا ذکر تک بھی میری مرنیکا تری آگی
نتیجہ کیا یہی ہوتا ہی ظالم جانفشانی کا

بلائیں چرخ نی بھیجیں تو اوس سی کچھ نہیں شکوہ
تری فرقت میں رونا ہی مجھی تو سخت جانی کا

نہیں دیتی ندو مجکو انگوٹھی تم دم رخصت
کہ داغِ دل ہی اپنا ہی مجھی چھلا نشانی کا

پسند آئیں چمن میں چہچہی بلبل کی خاک اوسکو
پڑا ہو جسکو غم میں تیری پیکا نوحہ خوانی کا

نہ حرف آئی کہیں جور و جفا پر تیری ای ظالم
نہ لکھنا کوئی بھی مضمون خط میں مہربانی کا

مری ہی سامنی اغیار سی ہنس ہنس کی باتیں ہوں
مجھی سی ہو پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

کیی پوشیں اونکی کہنی سی داغِ جگر مینی
چھپائیں وہ بھی خاطر سی مری جوبن جوانی کا

کمر کا بن پڑا ہی وصف اپنی کلکِ نازک سی
عدم میں کیا عجب نقشہ بگڑ جائی جو مانی کا

بلا ہی جوشِ استغنا بھی جسنی گوش موسی کو
سنایا عینِ وصلت میں بھی فقرہ لن ترانی کا

بلکتی ہی تری رونیسی ای نواب سب خلقت
تجہی کسنی بتایا یہ طریقہ نوحہ خوانی کا

۳

ہلال ادنی سا خاکا ہی ہماری ناتوانی کا
شفق بہی رنگ ہی ہلکا سا اشک ارغوانی کا

بگاڑا شام ہی سی میری نقشہ زندگانی کا
شب ہجران ندیکہا منہ بلای ناگہانی کا

فنون دلبری تجہمین بہی تو کچہ کم نہتی یارا
سکہایا کیون بتون کو پہر طریقہ دلستانی کا

قیامت تک نہ نیند آئی گی پہر ان پیاری انکہون مین
سنو گے کوئی گر فقرہ مری غم کی کہانی کا

قضا ہو پند جسکو رشک کا اوسکی ٹہکانا کیا
نہ لینا نام بہولی سی ناصح میری جانی کا

نہوتا ذوق حسن و عشق تو شہرہ نہ کچہ ہوتا
تمہاری بیدہانی کا ہماری بی نشانی کا

کبہی امید سی رنج کبہی ہین یاس سی مردہ
عجب کچہ رنگ ہی دنیا مین اپنی زندگانی کا

ملو درپرده مجهسی اور ظاهر مین چهپانی کو
رقیبون کی حوالی کرو عهد پاسبانی کا

نهوتا دل تو کچه رنجش نهوتی مجهسی اونسی
حقیقت مین برا هوتا هی جهگڑا درمیانی کا

کرو ناز و ادا تو خیر لذت بهی ملی دلکو
نهین جور و جفا تو کوئی شیوه دلستانی کا

الهی رنج اونکو هو تو مرگ غیر هی کا هو
نصیب دشمنان سنتا هون شهره سرگرانی کا

قضا نی بهی نپایا کچه پتا هرچند ڈهونڈها کی
یه عالم تها شب هجران مین اپنی ناتوانی کا

کیا خاموش دو هی فقرون مین نواب کو تونی
بڑا دعوی تها حضرت کو بهی اپنی خوش بیانی کا

٤

بزم مین یاد مجهی کل جو وه گلرو آیا
خون آنکهون سی ٹپک کر سر زانو آیا

خاک پر گر کی فلک میری طرح لوٹی گا
گر کسی روز سر قبر وه بدخو آیا

چھیڑ کر پھینک دیا سینی سی دل کو باہر — ہجر مین چین نہ جب بھی کسی پہلو آیا

آنکھین مر قدمین فرشتونکی بھی کھلجاینگی — جھوٹون کہدونگا اگر مین کہ وہ مہرو آیا

اوسکھڑی تجکو دکھادونگا مزہ ہنسنی کا — چشمِ حیران مین اگر کوئی بھی آنسو آیا

مین یہ سمجھا کہ عطار دہی سرِ کاہکشان — دہانی جوڑا وہ پہنکر جو لبِ جو آیا

قابلِ دید ہی دن حشر کا پر ای نواب
سیر ہو جای گی دونی جو کہین تو آیا

نئی طرح کا اثر تجھمین ای فغان دیکھا — ۵ کہ اوسکی وصل سی غیرونکو شادمان دیکھا

وہ اور صحبتِ اغیار اور محفل مین — خدا دکھای نہ پھر کل جو کچھ وہان دیکھا

کبھی تو زلف مین اولجھا کبھی تھا پہلو مین — ہجومِ شوق مین دل کو کہان کہان دیکھا

فرشتی عرش کی بی اختیار رو دینگی — ترپ کی ہمنی اگر سوی آسمان دیکھا

ہوا ہی وصل کا وعدہ کسی سی پھر شاید — کہ تجھسی آج بہت دل کو بدگمان دیکھا

تمہاری گھر کا مجھی یاد آگیا رہنا — کبھی چمن مین جو بلبل کا آشیان دیکھا

تپش سی میری ہلا عرش چاہنی والی — پھڑک کی مرتی ہین اس طرح نیمجان دیکھا

گمانِ شک ہوا مجھسی بزم مین آیا — کہ اوسنی غیر کو پھر بہرِ امتحان دیکھا

یہ کسنی کھینچی ہی سینی سی آہِ عالم سوز — کہ مینی عرش پر اوٹھتی ہوی دھوان دیکھا

لپٹ کی روی یہانتک کہ ہو گئی آخر — تمہاری کوچی مین جب کوئی نیمجان دیکھا

مری نیاز نی ابھی دکھائی یہ تاثیر — کہ اوسنی ناز سی دیکھا مجھی جہان دیکھا

غمو نسی چھوٹ گئی آکی کنجِ مرقد مین — کہین جو لطف نہ دیکھا تھا وہ یہان دیکھا

جہان مین ہین بہت شہسوارِ حسن مگر — نگہ سی تیری ہی فتنی کو ہمعنان دیکہا
سمجہ کی کعبہ وہین لاکہ بار سجدے کیی — کبہی جو بہولی سی اوس بت کا آستان دیکہا

مزہ ہی کیا تجہی رونی مین ہے تبا نواب
کہ تجکو خلد مین بہی ہمنی نوحہ خوان دیکہا

٦

کیا یہان سی وہان سوا ہوگا — حشر مین بہی یہی خدا ہوگا
ٹہنڈی سانسین ہین بعدِ وصلِ عدو — ہای کیا یاد آگیا ہوگا
کیا کرون گا علاجِ نالۂ دل — حشر مین بہی جو نارسا ہوگا
ایسا لسّان اور یون خاموش — تمسی غیرون نی کچہ کہا ہوگا
وعدہ وصل سی ندو تسکین — ہجر مین اور غم سوا ہوگا

خوشخرام آج کیون ہی چرخ مگر — خاک مین کوئی ملگیا ہوگا

بات کرتی نہین جو تم شاید — کسی دشمن سی کچھ سنا ہوگا

کیون نہ ڈوبی گی کشتیِ امید — تجھسا ظالم جو ناخدا ہوگا

دی مجھی قصرِ خلد ہی یارب — دوزخ اغیار سی بھرا ہوگا

کیون ڈراتا ہی عشق سی ناصح — مرہی جائینگی اور کیا ہوگا

پھانس لائیگا دل اگر کسطرح — گیسوِ یار گر رسا ہوگا

سیرِ محشر دکھاؤنگا واعظ — جب کبھی وہ صنم خفا ہوگا

حشر پرسش کا دن ہی پر نواب
تجھکو اوسدن بھی پوچھتا ہوگا

دل اگر زلف سی رہا ہوگا ، | تو تری ناز پر فدا ہوگا

جو ہوا ہوگا مبتلا تجھپر | اوسکا احوال کیا ہوا ہوگا

حشر مین آوگی جو غیر کی سات | اُس قیامت کا سامنا ہوگا

جوش مین شوقِ وصل کی قاصد | مینی کیا کچہ اوسی لکھا ہوگا

وہ تماشا بہی ہوگا قابلِ دید | جب مرا تیرا سامنا ہوگا

بعد مرنیکی بہی دلِ آزاد | قبلۂ رند و پارسا ہوگا

تیری ضد سی عدو کو چاہین گی | وہ بھی کیا تجھسا بیوفا ہوگا

لی ہی لی گا کبھی فلک کی خبر | کوئی نالہ اگر رسا ہوگا

جاتی ہین کعبی کو وہان بھی اگر | وہی بت ہو تو کیا مزا ہوگا

موت پر جان دونگا محشر تک — وہ اگر شاملِ عزا ہوگا

بہول جاؤگی سب رقیبون کو — جب کبہی مجہسی سامنا ہوگا

رشک ہرگز نہ جائیگا دل سی — سارا عالم بہی گر فنا ہوگا

جبہہ سائی سی انکو ہی امید — خطِ تقدیر مٹ گیا ہوگا

یہ نسمجہو کہ کچہ نہین خواہش — دل مین کوئی تو مدعا ہوگا

اپنی مرنیکا غم نہین ہی یہ غم — تجہپر اب کون مبتلا ہوگا

آج پہر سرخ ہی مرا دامن — خون آنکہون سی پہر بہا ہوگا

سنتی ہین مرگیا ہی کوئی آج — تمنی بہی تو کہین سنا ہوگا

نکرو دعویِ وفا نواب

اور وہ مائلِ جفا ہو گا

کون کہتا ہی نظر مین وہی جانان ہی ہا — میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی ہا

روکتا ہی اوسکو واعظ بت ہستی سی بہلا — جسکا گھر روزِ ازل سی کافرستان ہی ہا

دل ہمارا تو پھنسایا سو بلاؤن مین مگر — اُنکا گیسو بھی چہری پر پریشان ہی ہا

کچھ نہین سر در گریبان مین ہی تیری راہ مین — جو رہا کوچی مین تیری وہ پشیمان ہی ہا

حسرت اوس بیکس کی بہی اب وائی دیکھا چاہیی — جسکی قسمت مین ہمیشہ رنجِ ہجران ہی ہا

ہاتھ اوٹھاتا مین دعا کیواسطی سو بار پر — پنجۂ وحشت مرا وقفِ گریبان ہی ہا

یہ عدم مین پائی تھی راحت کہ میری لاش پر — لاکھ نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی ہا

اوس سی گھاتین ہوشیاری کی نہین سیکھین مگر — جو تمہاری روبرو ہر وقت نادان ہی ہا

عشق ورزی سی تری نواب جو یہ ہی کہ تو
دیکھکر نازِ بتان کو بھی مسلمان ہی رہا

۹
تری خدنگِ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکی عشق سی تو آفتِ زمانہ ہوا

عدو کی ٹھوکرین کھانیکو ہای سر میرا
لحد سی آکی ترا سنگِ آستانہ ہوا

خدا کی بندون نی کہنی سی تری ای واعظ
کیا تو زہد مگر ایک بھی خدا نہ ہوا

یہ کچھ نہ سوچی کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا
تمہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا

گذرینگی کیا وہ الہی کہ جن سی وصل مین بھی
حجابِ عشق سی کچھ مدعا ادا نہ ہوا

تری گلی کو تو چھوڑا عدم مین جا پہنچا
کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

فرشتونکو بھی کیا میری آہ نی تسخیر
یہ کیا بلا ہی کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا

بہار آئی گی صیاد بنکر ای گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

بچا ہوا تہا جو کچہ تیری چال سی فتنہ
بدل کی رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

یہ کیا کیا جو کیا دعویِ وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کی لیی بہانہ ہوا

۱۰

ہوا ہی وعدہ کسی سی جو گل کی آنی کا
تو رنگ اور ہی کچہ آج ہی زمانی کا

عبث رقیب سی ہوتا ہی مشورہ اسکا
وہ طور پوچھین مجھی سی مری جلانی کا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کہون
کہ آج شبکو تجھی مین نہین بُلانی کا

کچہ ایسی لطف سی اوسنی عدو کو قتل کیا
کہ مجکو شوق ہوا اپنے آزمانی کا

یہ جائیگی مری حسرت کہ پھر بھی کچہ رہا
رہا جو حشر تک افسوس دلکی جانی کا

ہماری گریۂ خونین کو پوچھتا ہی کون — جہان ہو شہرہ کسی گل کی مسکرانی کا

وہ مجھسی پوچھتی ہین سرگذشت دشمن کی — یہ وقت خوب ہی ہی حالِ دل سنانی کا

یہان کو نہ ڈبو چشمِ خونفشان کہ ابھی — بہت ہی شوق یہان دلمین خاک اڑانی کا

وہان تو گرمِ نصیحت ہی ناصح اور یہان — طریق سوچتی ہین ہم تری بس مین آنی کا

نہ بھولیگا کبھی دل کو مری قیامت تک — حیا سی وصل مین عالم وہ منہ چھپانی کا

ازل سی برق ہی بیتاب اور اوسی کوئی — پتا بتاتا نہین میری آشیانی کا

خدا سی صبر بھی مانگون جو ہو مجھی معلوم — کہ حوصلہ ہی تجھی اسقدر ستانی کا

بہانی آنی کی وقتِ پہ ملتی ہی — کہ اب محل نرہا بات بھی بنانی کا

مدد کا وقت ہی جوشِ جنون کہ محفل مین — اونھین خیال بندھا ہی مری اوٹھانی کا

بنین گی ہم بھی خدا ہی کی عاشق ای نواب
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلانی کا

دیکھکر جلوہ تیری نکہت کا
رنگ فق ہو گیا ہی خلقت کا

لوگ گھبراتی ہین عداوت سے
مجکو رونا پڑا محبت کا

بی نشانی تجھی مبارک ہو
وہ پتا پوچھتی ہین تربت کا

بڑہ کی ہی تیری قیس سی لیلے
غلغلہ میری عشق وحشت کا

ایسی بھی لوگ ہونگی دنیا مین
جن سی وعدہ کری وہ وصلت کا

پھلی منہ دیکھو آرسی مین تم
پھر سبب مجھسی پوچھو حیرت کا

دار پر چڑہ گیا جو یون منصور
ہوگا عاشق تمہاری قامت کا

حشر برپا ہی ساری عالم مین | میرا نالہ ہی کس قیامت کا
مین تو بسمل ہوا رقیبون کو | خوب موقع ملا عیادت کا
شوخیِ حور سی اوسی کیا بحث | ہو جو خوگر تری شرارت کا
راتدن چھوڑ رونیکو زاہد | پھر تہا وقت تو عبادت کا
تیری بسمل کی نزع پر افسوس | ہای اوسکا وہ وقت حسرت کا
کچہ مسیحا سی کم نہین لیکن وہ | کیا کرین پر علاج شہرت کا
اوسنی بیداد کی تہمت پھر بھی | دل کو دعویٰ ہا محبت کا
جب سی پوچھی ہین آپ نی آنسو | تب سی رونا ہی اپنی رقت کا
غیر کو دی مرادِ دل یار نے | مین تو خواہان ہین اپنی حسرت کا

ایسی لذت سے جان دی ہمنے
شوق اجل کو ہوا شہادت کا

دعوئ عقل عشق مین تو آہ
کچھ ٹھکانا ہے اس حماقت کا

پیار کرنا بھی اچھی صورت کا
سامنا ہے بڑی مصیبت کا

ایسی نوحے کی کہ محشر مین
پیٹنا پڑ گیا قیامت کا

واجب القتل ہون کہ رو رو کر
دل کیا خون ساری خلقت کا

بوسے کی نام سے بگڑتے ہین
کچھ ٹھکانا ہے اُن نزاکت کا

کشتۂ ناز ہو چکے پھر بھی
شوق دل مین رہا شہادت کا

شب وصلت مین کیا گرینگے ہم
دھیان آیا جو روز فرقت کا

پیار کرتا ہون تجھسی ظالم کو / مین تو قائل ہون اپنی ہمت کا

کل تو پہلو مین تہا بہت لیکن / آج دل مین ہی درد شدت کا

خلد مین بہی یہی ہیگا دہیان / کیا ہوا ہای جوش حسرت کا

یا الٰہی جہان سی مٹ جاہی / نام تک عاشقونکی قسمت کا

کچھ یہ انصاف ہی کہ پوچہی ہو / غیر سی حال میری چاہت کا

مرگِ شادی مجہی مبارک ہو / قصد کرتا ہی وہ عیادت کا

دلِ پژمردہ کو بہی وہ لین گی / وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

غیر کو نامہ لکہتی ہو ہم بہی / کہولین دفتر ذرا شکایت کا

شوخیون سی وہ کرتی ہین توبہ / یہ بہی اک طور ہی شرارت کا

کیا ڈراتا ہی حشر سے واعظ
ایک وہ بھی ہی رنگ آفت کا

بچگیا غم سی مین جو اُنکی باَ
نام بھی پھر نہ لونگا الفت کا

حالِ نواب کچھ نپوچھ کہ آج
رنگ ہی اور خود بدولت کا

۱۳

جھومتا ناز سی جسدم وہ پریزاد آیا
ایسی حالت ہوئی میری کہ خدا یاد آیا

لوگ تھامی ہوی ہین دلکو ذرا دیکھو تو
کون اس بزم مین آمادہ فریاد آیا

ایسی حسرت کی نگاہوں سی بُلایا مینی
کہ مری قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

ابھی دعوی بہت انصاف کا ہی داورِ حشر
سیر ہو جای گی گر وہ ستم ایجاد آیا

شاد تھا وصل مین کیسا دلِ غمگین میرا
کیون غمِ ہجر ترا ہای مجھی یاد آیا

ایسی مشکل تھی اسیری کہ پھنسانیکو مری
دامِ زلفونکا لیے ہاتھ مین صیاد آیا

حسنِ شیرین نے کسی نازو ادا سے مارا
پٹیا قبر سے جسکی لیی فرہاد آیا

جسکو مشغولِ ستم دیکھ لیا واہ ری شوق
وہین سو جان سے اوسپر دلِ ناشاد آیا

ہای فریاد کرین کس سے کہ تونے ای چرخ
جسکو بھیجا وہی آمادۂ بیداد آیا

ٹھیک نقشہ جو کسی مانگ کا کھینچا نہ گیا
سر جھکائے ہوئے اوس بزم سے بہزاد آیا

کلمہ پڑھنے لگی گا وہین بت کا زاہد
جوش پر کچھ بھی اگر حسنِ خداداد آیا

دشتِ وحشت مین مجھے دیکھ کے لیلی نے کہا
اپنے مجنون سے کہ لی دیکھ وہ استاد آیا

بزم مین غیرونکی تڑپاوگی بسمل کیطرح
میرا رونا جو تمہین بھول کے بھی یاد آیا

نشۂ عیش سے بیہوش رہا مدت تک
جو تری پاس سے اک آن کو بھی شاد آیا

شوقِ نشتر تھا ہماری رگِ جانکو ایسا — خون کا جوش ہوا جب کبھی فصاد آیا

غش مین کیا لیٹی ہو نواب ذرا کھولو نگہ
دیکھو تو بہرِ عیادت وہ پریزاد آیا

۱۴

غیر مرجائیگا یا عالم فنا ہوجایگا — حال میرا مجھسی سن لوگی تو کیا ہوجایگا
عشقِ جانان گر مری دل سی جدا ہوجایگا — تو نہین معلوم ناصح دم مین کیا ہوجایگا
وصل کا وعدہ نکرنا وقتِ آخر ناز سی — ورنہ جینی کی لیی اک آسرا ہوجایگا
کون مقتل مین سنیگا میری فریاد دین تم — ہاتہ اوٹھاؤگی تو شورِ مرحبا ہوجایگا
شوقِ وصل و دردِ ہجران کہکی پھر آ نامہ بر — مطلبِ دل دو ہی باتون مین ادا ہوجایگا
دل بہلا کیا خوش کرون واعظ کہ میری آہ سی — خلد مین بھی دوسرا محشر بپا ہوجایگا

حشر اوسکا کس طرح ہوگا بتا تو ای خدا | جو کوئی کوچے مین اوس بت کی فنا ہو جائیگا
غیر تمکو باوفا سمجھا ہی تو کچھ غم نہین | رفتہ رفتہ وہ بھی پامالِ جفا ہو جائیگا

مست مغرورِ خودی نواب جسکا نام تھا
یہ نہ سمجھی تھی کہ یون تجھپہ فدا ہو جائیگا

ہٹ نئی غمزہ نیا حیلہ نیا ناز نیا | دل لبھانے کا وہان روز ہی انداز نیا
دل مرا دیگا خبر میری تجھی ڈرتا ہون | تیری گھر مین یہ برا پہنچا ہی غماز نیا
چاہنی والی نئی ملتی ہین اونکو یارب | کوئی مجکو بھی ملی شاہدِ طناز نیا
ہین ہمین یا ایک مرا دل ہی دلی شہا تکلی | اور تو کوئی بھی دیکھا نہین جانباز نیا
غیر ہو قتل جو باتون سی تو ہم جی اوٹھین | چاہتی ہین تری ہونٹونسی یہ اعجاز نیا

وہ بھی دو دن مین ہوا مثل بُرا نونکی بُرا
ڈھونڈہ کر کوئی نکالا ہی جو ہمراز نیا

سبزہ خط سی ترا حسن نہ بگڑا کچھ بھی
انتہا کا ہی مری جان یہ آغاز نیا

پھر نہ بھٹکون گا مین پر بھی جو تیری گھر مین
اب کبے آئی گا نظر کوئی در انداز نیا

جو کری قدر مری جنسِ کہن کی یا رب
تا ابد اوسکا ہی حسنِ خدا ساز نیا

اپنی جوبن کی طرح منہ بھی چھپا لیتی ہین
وصل مین خوب نکالا ہی یہ انداز نیا

گالیان روز تہین پر ہمنی سنا ہی نواب
اور کچہ شب کو ہوا آپ کا اعزاز نیا

١٦

نازسی اوسنی وہان ہاتھ کمر پر رکھا
دردنی اوٹھ کی یہان کوہ جگر پر رکھا

دلِ خونابہ فشان کا بھی کرو کوئی علاج
تمنی دامن تو مری دیدۂ تر پر رکھا

منہ قیامت مین دکھاؤنگا مین کیا حسرت کو — ہای تابوت مرا کیون تری در پر رکھا

ذوقِ وصلت مین کرون کیا یہ دلِ نادان نی — جان دینا تو تری عزمِ سحر پر رکھا

تجھسی ای شوق سمجھ لونگا اگر ابکی بار — تو نی زن مجھی امیدِ خبر پر رکھا

نیند کی جھونکی دمِ نزع مجھی آنی لگی — ہاتہ کسنی یہ مری دردِ جگر پر رکھا

آہ نکلی ہی نہین ہجر مین منہ سی تو آب
ہمدمون نی عبث الزام اثر پر رکھا

۱۷

کیا حال ہوگا حشر مین اوس دادخواہ کا — کشتہ ہی جو فقط تری ترچھی نگاہ کا

منہ پر نچھوڑ زلف کہ تیری ہی حسن کا — در پردہ سامنا ہی یہ روزِ سیاہ کا

ہنستی نہین ہین تجھپہ اگر محتسب تو پھر — شور اوٹہ رہا ہی شیشونسی کیون قاہ قاہ کا

دسوان فلک بنیگا زمانی کی واسطے
نقشہ یہی رہا جو مری دودِ آہ کا

معنی جدا ہون لفظ سی گرمین رقم کرون
مضمون کچہ بہی نامی مین حالِ تباہ کا

وہ دی سزا تو حسنِ عمل سی بہی سو قدو
بڑہ جای کیون نہ مرتبہ اپنی گناہ کا

ٹہوکر لگی جو کعبی کی در پر تو ناگہان
آیا خیال مجکو تری سنگِ راہ کا

رخسار اوسکی آئنی مین جلوہ گر نہین
جلوہ ہی ایک ہالی مین خورشید و ماہ کا

دل مانگ لونگا حشر مین دعوی کی واسطی
لازم ہے مدعے کو بلانا گواہ کا

تیری گلی کی مجکو گدائی نصیب ہوی
گر ہو خیال تیری سوا مال و جاہ کا

دب جائین ہم کبہی کبہی تم درگذر کرو
الفت مین جان ڈہنگ یہی ہی نباہ کا

روتی ہو کیون فراق مین نواب رات دن

تمکو تو ذوق تھا بہت اوس بُت کی چاہ کا

لاشہ اوٹھتا تھا یہ کسی عاشقِ دلگیر کا ۱۰ شور تھا جو ہر گلی کوچہ مین کل تکبیر کا

وای قسمت جس صنم کو عمر بھر سجدی کیی — وہ بھی قائل ہوگیا آخر مری تکفیر کا

موت بھی آتی ہی تو ہنستی ہی مجکو دیکھکر — دُور تک پہنچا ہی اب شہرہ مری توقیر کا

قدسیو نسی خبر کُنہ سرزد نہو کوئی عمل — نام کو بھی گر مزہ پائین تری تعزیر کا

بعد اک مدت کی اوسنی ہای یہ بہیجا جواب — ہم نسمجہی کوئی مطلب آپ کی تحریر کا

قائم رو نیسی اب لکہتا تھا جب خطِ جبین — تھا منا تھا ہاتھ اوسیدم کاتبِ تقدیر کا

جسکو جو جلوہ دکھایا وہ اوسیکا ہوگیا — وہ صنم سر سی قدم تک نقش ہی تسخیر کا

ہی خجل قامت سی پا شرمندہ رفتار سی — کوئی پوچھی تو قیامت سی سبب تاخیر کا

ڈہونڈہ کر اسکو نکالو تم تو مین جانون یہین — اب تو دلمین چہپ رہا پیکان تمہاری تیر کا

تیری زلفین ہین رسا تو جوشِ وحشت سی یہان — عرش تک پہنچا ہی شیون اپنی بہی زنجیر کا

حضرتِ نواب زاہد پر ترحم واہ واہ

حکم ہوا اسکی لیی تو حشر تک تشہیر کا

19 کیون نہ بگڑی ہر گہڑی نقشہ مری تقدیر کا — ہی بغل مین رات دن خاکا تری تصویر کا

وہ درازی ہوگئی ہی جوشِ وحشت مین کہ اب — گیسوؤن سی ملگیا ہی سلسلہ زنجیر کا

قربِ دشمن اپنی دوری دیکھی ہی یا مین آج — یارب الٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

وصل اپنا ہی مقدر اور باتون پر نہ کر — ورنہ ہوگا اک بہانہ خلق کو تدبیر کا

وہ شکار افگن مگر آیا ہی صحرا مین کہ آج — سوی ناوک پہر گیا ہی منہ ہر اک نخچیر کا

جو مزہ ہی اوسکی غصّی مین نہین وہ لطف مین
عفو چاہونگا نہ مین اپنی کسی تقصیر کا

گر اثر ہوتا تو کیا ہوتا کہ اس حالت مین بہی
غلغلہ پہنچا فلک تک آہِ بی تاثیر کا

ہر پلک اوس ترک کی ہی خنجرِ بُران سی تیز
ابروون مین صاف عالم ہی خمِ شمشیر کا

ہو گیا وہ زرد کچہ بہی جسکی مُنہ پر پڑ گئی
تیری خاکِ راہ مین کیا ہی اثر اکسیر کا

حضرتِ ناصح نہ نکلی بات اوسکی روبرو
شور ہی سنتی رہی ہم آپ کی تقریر کا

دل جگر نواب دونون ہوگئی جل بہن کی خاک
یہ ہوا انجام آخر نالۂ شبگیر کا

٢٠

جوشش پر یہ دیدۂ پُرنم رہا
جس سی عالم درہم و برہم رہا

کیا کرونگا وصل مین ای شوقِ دل
حسرتون کا گر یہی عالم رہا

کٹ گئی لاکھون گلی لیکن وہان | تیغِ ابرو کا وہی دم خم رہا
سیکڑون عالم فنا ہو جائینگی | دو گھڑی بھی گرم ماتم رہا
کیا مری آغوش مین ٹھہری وہ بت | عیش غم سی کب بہلا توام رہا
حشر تک بھی گر رہا لطفِ وصال | مین یہ سمجھونگا کہ پھر بھی کم رہا
اپنی بیگانی ہوی جسکی لیی | ہای مجھسی وہ بھی نامحرم رہا

خاک ہو جاوگی ای نواب تم
اور چندی گریہ شورِ غم رہا

۲۱

شوق ہی اوسکو بہت اپنی خود آرائی کا | آئنہ کیون نہ بنی چشمِ تماشائی کا
ساری دنیا مین ہو چرچا مری رسوائی کا | عشق اسواسطی ہی اوس بتِ ہرجائی کا

میرا دلبر وہی کافر ہی جسی روزِ حشر
آج دعوی ہی تری سامنی یکتائی کا

عرش پر لاش مری چاہیی رکہنا ہمدم
پوچھ تو کشتہ ہون کسکی شبِ تنہائی کا

ذوقِ دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی وہ
حوصلہ دیکہتی ہین اپنی تماشائی کا

ہای وہ نزع مین بالین سی ترا اوٹہ جانا
دیکہنا یاس سی وہ تیری تمنائی کا

چرخ سی آتی ہی اوسوقت بلا جس سبب سی
پوچھ لیتی ہی پتا آپکی شیدائی کا

جسجگہ ملکِ عدم مین ہین فانی تیری
وہین مسکن ہی ہماری بہی شکیبائی کا

خطِ قسمت اسی چلی سی مٹایا ہمنی
ورنہ تہا کسکو یہان شوق جبین سائی کا

شکل غیرونکی بہی میری سی بنا دی یارب
تا نہو حوصلہ پورا کسی ہرجائی کا

ہای اوسنی ہی مجھی قتل کیا ای نواب

جسکو دعویٰ ہی بہت اپنی مسیحائی کا

۲۲

کل جو مقتل مین ادا سی وہ ستمگر آیا
مین بہی تہامی ہوی اپنا دلِ مضطر آیا

دیکہ لوگی اوسی تو تم بہی تڑپ جاؤگی
دل تڑپ کر جو کبہی سینی سی باہر آیا

روز اس طرح کی دشمن ہین عدو کہ وہ آج
خانۂ غیر کی دہوکی مین مری گہر آیا

بار تہا سایۂ گیسو بہی جسی شانی پر
وہ اوٹہانی کو جنازہ مرا کیونکر آیا

پیشِ حق لیگئی سب نامۂ اعمال مین تو
تیری شکوونکا بغل مین لیی دفتر آیا

وہ تو آیا نہین جسکی ہی تمنا ہمکو
کیا کرین حشر مین گرداورِ محشر آیا

ہای ری یاس کی تاثیر کہ کل مقتل مین
رو دیا اوسنی بہی جب مین تہِ خنجر آیا

ضعف کا اپنی مین احسان نمانون کیونکر
ہاتہ تہامی مرا محفل مین وہ دلبر آیا

موت کی وعدی کا بھی جسکو نہین خاک یقین
جھوٹا وعدہ ترا کیونکر اوسے باور آیا

ہون وہ مشتاقِ شہادت کہ خوشی سی مینی
مُہر کردی وہین جب سامنی محضر آیا

کھائی اوسکی نصیبون کی قسم حسرت ہے
کہ جسی زہر بھی غم مین نہ میسر آیا

سمجھی ہم چاند یہ ڈوبا ہی شفق مین ساقی
جب تری دستِ حنا بستہ مین ساغر آیا

شیخ بھی مثلِ برہمن جو صنم کہ اوٹھا
دیکھنا بزم مین یہ کونسا کافر آیا

ہای اتنا تو بتا دی دلِ وحشی مجکو
چین بی اوسکی تجھی ہجر مین کیونکر آیا

جیتی جی تو نہ کبھی لی دلِ بیکس کی خبر
اوہ گھڑی آئی کہ جب وقت برابر آیا

جا کی اوس بت کو نصیحت نہ کبھی کی واعظ
یون تو کہنی کو ہمیشہ سرِ منبر آیا

کسنی نواب پکارا تجھی جو تو گھبرہی

ہاتھ باندھی ہوی رومال سی باھر آیا

۲۳

گر عدم مین بھی کمر کا تری شہرا ہوگا
رشک سی ہای مرا حال وہان کیا ہوگا

حشر جس روز بڑی دھوم سی برپا ہوگا
یہی دل ہوگا بغل مین تو تماشا ہوگا

جسکا سر ہوگا دمِ نزع تری زانو پر
کنجِ مرقد مین وہ کس چین سی سویا ہوگا

لذتِ جور مین جی بھر کی اوٹھالون ظالم
تجھسا بیرحم نہ ہرگز کبھی پیدا ہوگا

مر گیا مین شبِ وصلت تو وہ ہنسکر بولی
غش مجھی دیکھکی شاید اسی آیا ہوگا

میری پہلو سی ذرا کھسکی تم اوٹھنا ورنہ
تپشِ دل سی مری حشر ابھی برپا ہوگا

اور کیا ہوگا رقیبونکی ملاقاتون سی
یہی ہوگا کہ کہین انکا بھی چرچا ہوگا

تمسا دانا تو زمانی مین نہین اب لیکن
مجھسا نادان بھی تا حشر نہ پیدا ہوگا

جب بنایا تہا زمانی کو خدا نی نواؔب
ہای اوسکو بہی عجب پیار سی دیکہا ہوگا

۲۲

کچہ تو ارمان دل مین چہوڑا تہا
جس لیی تونی عہد توڑا تہا

دیکہنا تہا مجہی کو محفل مین
مُسکرا کر جو مُنہ کو موڑا تہا

ساری دنیا کا درد تہا دل مین
میری نزدیک پہر بہی تہوڑا تہا

نہین مِلتا ہی کیون سراغ تجہے
دل تو تیری ہی پاس چہوڑا تہا

پہر ہوی اشک آنکہ سی جاری
مینی دامن ابہی نچوڑا تہا

کاٹی بیوقت تونی پر صیاد
مدتون مین قفس کو توڑا تہا

پہوٹ کر آنکہون سی بہا نواؔب۔

دل تہا پہلو مین یہ کہ پہوڑا تہا

۲۵ مین خود ہی مر گیا کہ کسی پر فدا ہوا — کیا پوچہتی ہو مجہ سی خدا جانی کیا ہوا

حالِ غمِ فراق جو کہتا ہون مین کبہی — کہتی ہین یہ فسانہ ہی میرا سُنا ہوا

بختِ سیاہ پر مری عاشق ہی اک جہان — حیران ہون کہ کیون نہ وہ زلفِ دوتا ہوا

صدقی مین ایسی مرگ کی گر بعدِ قتل وہ — گہبرا کی بول اُٹہی کہ ہی ہی یہ کیا ہوا

آخر بہٹک بہٹک کی مین پہنچا ہی یار تک — صد شکر شوقِ دل ہی مرا رہنما ہوا

نواب تم تو عشق سی کرتی تہی سبکو منع

دی بیٹہی آپ دل یہ خدا جانی کیا ہوا

۲۶ وہ دل کہ خدائی کی لیی عرشِ برین تہا — دیکہا تو تری رہ مین وہی خاک نشین تہا

کیا ہمنی ہی چاہا ہی کہ ہین مورد بیداد
دنیا مین مگر عشق کبھی پہلی نہین تہا

مٹ جائینگی سب نام و نشان اہل وفا کی
اندازسی تیری مجھی پہلی ہی یقین تہا

سجدہ نہ کیا کعبی کو واعظ تو ہوا کیا
بتخانی مین قشقہ تو یہان زیب جبین تہا

غم کہانی کی دعوی سی گئی غیر کی گہر ہم
دیکہا تو وہ ہمسی بہی کہین بڑہ کی خزین تہا

عشاق تو کیا چیز ہین مقتل مین ہماری
نقش قدم یار بہی پیوند زمین تہا

نظارۂ یوسف سی کٹی جنکی کف دست
افسوس یہ آتا ہی کہ مین اونمین نہین تہا

اوس تک بھی پہنچتا نہین یارب یہ ہوا کیا
نالہ تو مرا ہمنفس روح امین تہا

کیا ہو گیا تہا ہای کہ کل اپنی وفا پر
وہ جہوٹی قسم کہاتی تھی پر مجکو یقین تہا

لب خون ہوا دل خبر اسکی نہین لیکن
اتنا تو سنا تہا کہ یہ ماتم بہی کہین تہا

کیون باتین بناتی ہو عبث زہد کی نواب
جس بزم مین تم رات تھی مین بھی تو وہین تھا

۲۷

سینی مین عشقِ روی صنم سی یہ نور تھا | نکلا جو شعلہ دل سی وہ اک برقِ طور تھا

ہر چند شانِ فتنہ گری سی یہ دور تھا | لیکن ہماری لاش پر آنا ضرور تھا

طاقت نہین ہوئی تھی مری جبتک الحذا | سینی مین کسکی میرا دلِ ناصبور تھا

مینی تو رنجِ ہجر سی تنگ آکی جان دی | اوسکو یہی ہی وہم کہ مشتاقِ حور تھا

لی لینی مین تھی کسکی خطا یہ بتایی | دل دینی مین تو خیر ہمارا قصور تھا

مرتا ہون مین تو اپنی ہی وقتِ اخیر پر | جو دم تھا وہ مقابلِ یوم النشور تھا

دیوانگی تمہاری ہی الفت مین کچھ نہین | میری دماغ مین تو ازل سی فتور تھا

کیا دخل اسمین رشک کو موت آئی مر گیا — وہ کہتی ہین کہ غیر بھی کتنا غیور تھا

ٹانکی لگای زخم مین گر چارہ گر تو کیا — دل کی یہ فکر کی کہ بہت چور چور تھا

روزِ ازل ہی کیون نہ قیامت ہوئی بپا — نالہ مرا تو جب سی ہم آہنگِ صور تھا

آیا نہ روزِ حشر کسیکی طلب سی بھی

نواب کو یہ عشق مین تیری غرور تھا

ردیف بای موحدہ

۲۸

جتنی معشوق ہین عشاق کی غمخوار ہین سب — اک فقط میری لیی بر سرِ آزار ہین سب

وعدی کرتی ہو ملاقات کی تم ہنس ہنس کر — کون جانی انہین اقرار یہ انکار ہین سب

تم نہین لیتی تو اغیار کی دل دو مجکو — غمِ فرقت کی لیی یہ مجھی درکار ہین سب

ای اثر دیکھہ ذرا خوب سنبھل کر آنا
که مری آہون سی دشمن مری بیدار ہین سب

یہ نجانو کہ مری دل کو نہ لیگا کوئی
دل ہی وہ چیز کہ اس شی کی خریدار ہین سب

جان دیتی ہین جو سو جان سی تجھہ پر ایجان
یا سمجھتی نہین یا جان سی بیزار ہین سب

لاگ جسکو نہو تو جور سی اوسکو کیا کام
میری نزدیک جفائین بہی تری پیار ہین سب

حال کیا ہوگا سحر تک کہ مری چہری پر
آج کچھہ شام ہی سی مرگ کی آثار ہین سب

کون سی کافر بدکیش کو دیکھا یارب
که مری تن کی رگین صورت زنار ہین سب

رشک کس کس سی کرون ہای کہ اس عالم مین
دل ہین جتنی وہ تری طالب دیدار ہین سب

عاشقونکو نہ ڈرا حشر سی تو ای واعظ
یہ تو اول ہی سی لذادۂ آزار ہین سب

حسرتین جہپ رہیں آنکھون سی ٹپکتا لہو

یہ تو نواب محبت ہی کی آثار ہین سب

۲۹

نہ لکھا مینی یا لکھا مطلب | نامہ بر تجکو اس سی کیا مطلب

نام ہی اوسکا ساری خط مین لکھا | نہوا نام کو ادا مطلب

خط لکھا روزِ حشر تک لیکن | پھر بھی دل ہی مین رہگیا مطلب

تم عبث پوچھتی ہو اورون سے | مجہ سی پوچھو جو ہے مرا مطلب

اوس پریرو نی ہنسکی ٹال دیا | جب زبانی مری سُنا مطلب

مینی لکھا تہا خط صفائی کو | تم مکدر ہوئے یہ تھا مطلب

مرتی ہین ہم کسی پر ای ناصح | تو بتا تجکو اس سی کیا مطلب

رشکِ اغیار پر وہ کہنی لگی | اسمین ہوگا کچہ آپکا مطلب

نام ہی لکھدیا لفافی پر — خط مین جب کچھ نہ لکہ سکا مطلب

حال نواب دیکھکر چپ ہو
اب نہ کہنا کہ اوس سی کیا مطلب

۳۰

نازل ہی آسمان سی مجھپر عبث عذاب — کافی ہی میری قتل کو وہ چشم نیمخواب

یہ طول ہی کہ چاہیی پڑہنی کو ایک عمر — لکھین گی خاک وہ مری مکتوب کا جواب

ہو شرم تھوڑی دیر تو کچھ صبر بھی کرون — کیا بات ہی کہ تمکو ہی ہر بات مین حجاب

اپنا سا اوسکی رہگئی منہ کچھ نہ بن پڑی — جب مینی بھی بگڑکی دیی دو کڑی جواب

غش ہو نہین اپنی شوق دلی پر کہ وصل مین — ہر اک ادا پہ اوسکی تھی لاکھون ہی اضطراب

حیف اوسکی زلف سی یہ کوئی پوچھتا نہین — تو کس سی اولجھی ہی تجھی کیون ہی پیچ وتاب

کہولون زبان بہی شکایت بہلا مین کیا | ایام غم سی تہوڑی ہین شکوی ہین بیحساب

افسردگی پر اس دلِ نواب کی بجا
ہی یہ بہی عاشقون مین تری فردِ انتخاب

ردیف بای فارسی

۲۱

نواب ترک کیجیی اب آن بان آپ | عاشق ہوی تو چہوڑیی اپنی شان آپ
تم بر مین ہو تو گہر مین بہٹکنی نہ دون کبہی | آفت تو کیا ہی آی اگر آسمان آپ
جبر الیا ہی دل کو اداون نی سوچ تو | دیتا ہی ایسی چیز کوئی مہربان آپ
مجکو ستایی گا تو ناکامیون کی ہای | پہر کسکی دل مین کہینچیگی ایسی نشان آپ
سب حالِ دل کہون مین تو پہر کیا واہ واہ | دو ہی شکایتون مین ہوی بدگمان آپ

نواب چاہ موی کمر کی تہی تو بہ
بیٹہی بٹہای ہوگئی کیون ناتوان آپ

یہ تو کہی کیون نِڈر ہین اسقدر محشر سی آپ ۲۲ کیا وہان بھی مجکو دیکہینگی آنکہ تیوری سی آپ
ہی تڑپنی کا عبث الزام مجہپر وقتِ ذبح کہیچی اس کی شکایت اپنی ہی خنجر سی آپ
وہ نظر آئی تماشا جو نہ دیکہا ہو کبہی گر جِلا دین آئنی کو میری خاکستر سی آپ
آپ کیا جانین کہ یہ آوارگی کیا چیز ہی مثلِ دل دم بھر کو بھی نکلی نہین ہین گھر سی آپ
پہول جوڑی کی چُنی وصلت مین اخفا کی لیی لختِ دل بھی تو مری چُنیی ذرا بستر سی آپ
خون نکلا فصد سی میری تو غش کہا کر گِری کہینچیی گا تیغ کیا گہبرا گئی نشتر سی آپ
کیا قیامت ہی کہ فرقت مین پیین ہم خونِ دل اور وصلِ غیر مین بدمست ہون ساغر سی آپ

منعِ می کی توبہ جب ہو حضرتِ واعظ قبول
میکدی کو جائین جب سید ہی منبر سی آپ

کان نالونکی رہی مشتاق ای ارباب گل
پہنس گئی تھی رات کو شاید کسی دلبر سی آپ

ردیف تای فوقانی

۳۲
ہو گئی محو وہ خود دیکھکی اپنی صورت
یہ ستانی کی نکالی ہی نرالی صورت

کہینچی جو بن ہین مری روی ہوئی آنکہون پر
کبہی دیکہو تو غمِ ہجر مین میری صورت

آج مجہسا جو نظر آتا ہی ناصح مجکو
ہای کیا دیکہلی اوسنی بہی تمہاری صورت

تجہسا ہین شاد رہون مجہسا رہی تو غمگین
عشقبازی مین نکالون کوئی ایسی صورت

کون کہتا ہی کہ ہی حسن بتونکا جانبخش
مر گئی دیکہتی ہی ہمتو وہ اچہی صورت

صفتِ حور بہت کرتا ہی واعظ شاید
ابھی دیکھی نہین ہی اوسنی کسیکی صورت

تابشِ رخ ہوئی دونی جو ہوئی خفا لگی
وہ بگاڑا کئی پھر بھی تو نہ بگڑی صورت

دل جلانی کی تو ای جان کہا مین نہ شکلین
دل لگی کی بھی نظر آئیگی کوئی صورت

برمین دشمن کی کن انکھیونسی مجھی تکتی ہین
میری تسکین کو کیا خوب نکلی صورت

ہم نہ کہتی تھی کہ ہی عشق کا انجام برا
دیکھو نواب وہی سامنی آئی صورت

۳۴

کہنی سی عدو کی وہ جمائی تھی دہری رات
سچ پوچھو تو اس سی بہی تھی کوئی کڑی رات

آفاق مین بہولا نہ سماؤنگا مین ہرگز
بہیجی ہی مجھی یار نی بہولونکی چھڑی رات

پیدا ہوا غماز نیا صبحِ شبِ وصل
کیون بہول گیا ہای وہ موتی کی لڑی رات

هر روز رہی حشر تو اسکا نہین شکوہ
یارب نہ بنی پر کبھی فرقت کی بری رات

غیرون سی تہی تم جو ہم آغوش تو کہو کیون
دلکو مری آرام تہا ایک گہڑی رات

پہول آئین گی جوڑی مین لگانی کو کہا کسنی
ای گرمی رخ اوس چمن پر جو پڑی رات

غیرون سی جو وعدی ہی ہو گلونکی دم صبح
اشکون سی مری لگ گئی ساون کی جہڑی رات

تہا عہد سر شام سی آنیکا مگر وہ
جب آئی کہ باقی رہی دو چار گہڑی رات

مرنی کو تو اک آن بہی کافی تہی فلک پر
کیون تو نی بنائی ہی جدائی کی بڑی رات

بیچین ہو کچہ صبح سی آج ایسی جو نواب
شاید کسی کافر سی کہین آنکہ لڑی رات

ردیف تای ثقیلہ

۳۵

تیغِ نگہ یار کی کہاتی ہین سبہی چوٹ | کیا ظلم کیا ہمنی جو کہا مٹہی بند ہی چوٹ

کس قہر کی چتون ہی کہ دل ہوتی ہین ٹکڑی | ایسی تو نہو گی کہین عالم مین کڑی چوٹ

ہم اور عدو دونونکو اوس ترک نی مارا | دامن مین چہپی غیر کی تو ہنر کی چوٹ

ناصح تری باتون سی پڑی دل مین پہپہولی | لگ جای الہی تری دل پر بہی کبہی چوٹ

ای غمزۂ سفاک ٹہر رحم کی جا ہی | ہمنی نگہِ ناز کی کہائی ہی ابہی چوٹ

دل اسکی ٹکرنا نہین کچہ آج ہی کی بات | ہی یہ تو قدیم اوسکی اِک ادنی سی بندہی چوٹ

تلوار پڑی یار کی سر پر مری نواب
قابل تہا جگر اسکی وہان کیون نہ لگی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

۳۶

بھلا بُرا نہین کچھ بھی جواب کیا باعث
نہ وہ کرم ہی نہ وہ ہی عتاب کیا باعث

شبِ فراق سی کوئی کہی اَی ظالم
ہماری جان پر اتنا عذاب کیا باعث

دیی جو بوسی تو پھر وصل سی ہی کیون انکار
ہجومِ شوق مین ہی اجتناب کیا باعث

بہار آتی ہی جب سوچتا ہون پیری مین
پلٹ کی پھر نہین آتا شباب کیا باعث

رقیب تک مری ساقی کری سی راضی ہین
فقط وہی نہین پیتا شراب کیا باعث

تمہاری ہجر کی راتین تو بیحساب آئین
نہ آئی ہول کی روزِ حساب کیا باعث

ہزارون عارضِ جانان کو روز دیکھتی ہین
مجھی کو اک نہین آتی ہی تاب کیا باعث

ہوا مین چپ تو وہ جھنجلا کی بول اُٹھی مجھسی
تری سکوت کا خانہ خراب کیا باعث

جہان مین بہت ایسی ہین خوبرو نواب

۵۰

اوسیکو تو نی کیا انتخاب کیا باعث

ردیف جیم تازی

۴۷

جیسی ہین نالۂ عشاق اثر کی محتاج | ایسی ہی ہم ہین تری ایک نظر کی محتاج

بی نیازی ہمین زیبا نہ تمہین استغنا | ہم اگر دل کی ہین تو تم ہو کمر کی محتاج

ہوئی سب بات تو سنی جب بایں تو بہیجا قاصد | پہلی ہم وصل کی تھی اب ہین خبر کی محتاج

ہونگی وہ بھی کہ جنہین ہوگی شب و روز خوشی | ہمتو ہین غم مین تری شام و سحر کی محتاج

گنجِ قارون کی بھی ہرگز نہین حاجت انکو | میری دامن ہین فقط لختِ جگر کی محتاج

نہ میسر ہو اگر دولتِ دیدار تو پھر | کیا کرین ہاہی تری راہگذر کی محتاج

ہین پری اسلیی کچہ میری نہین ہی پروا | گر بشر ہوتی تو ہوتی وہ بشر کی محتاج

پیاری پیاری تری باتون کی فقط طالب ہین
ہمتو دولت کی نہ خواہان ہین نہ زر کی محتاج

نامہ لکھا ہی جو اوس شوخ کو تو ای نواب
عمر بھر بیٹھی رہو یون ہی خبر کی محتاج

ردیف جیم فارسی

۳۸

آہ اوسکی محفلِ عشرت مین تا امکان نہ کھینچ
کھینچ بھی تو اس تڑپ سی ای دلِ سوزان نہ کھینچ

شوق تو یہ چاہتا ہی ایک دم کو بھی نہ چھوڑ
بی نیازی کہتی ہی اوس شوخ کا داماں نہ کھینچ

بعد مدت کی مِلا ہی سو دعائین مانگ کر
چارہ گر سینی سی میری یار کا پیکان نہ کھینچ

حیف اوسکی درد سی واقف ہو کوئی دوسرا
آہ تک بھی رنج فرقت مین دلِ نادان نہ کھینچ

مرچکی ای وحشتِ دل اب خدا کی واسطی
خاک ہو جانی دی ہمکو جانب زندان نہ کھینچ

زلزلہ آئیگا میری قبر مین فریادسی	ایسی دردانگیز نالی بلبلِ نالان نہ کھینچ

حشر مین حسرت نہو نواب دامنگیر حال
چاک کر پیراہن اپنا یار کا داماں نہ کھینچ

ردیف حای حطی

۳۹

اوسکی محفل مین نہ بیٹھی ایکدم اچھی طرح	دیکھی کیونکر جمالِ یار ہم اچھی طرح
ہاتہ مین ہو جام ساقی سامنی پہلو مین یار	جب مین دیکھون سیر گلزارِ ارم اچھی طرح
طی کریگا کسطرح راہِ عدم وہ ناتوان	ضعف سی اوٹھتا نہو جسکا قدم اچھی طرح
چند بوسی اسکی گفتاری مین دیدینا مجھی	غیرسی تم وصل کی کہالو قسم اچھی طرح
کوئی حسرت رہ نجائی دلمین کہنی کی تیری	زندگی بھر کیجیی محبوب پہ ستم اچھی طرح

دل ہی مین ڈھونڈہینگی اوس بت کو کہ ہم اگر عمر تک
کرچکی نظّارہ دیر و حرم اچھی طرح

ای اجل اتنا توقف کر کہ وقتِ واپسین
دیکہ لون جی بھر کی مین وی صنم اچھی طرح

اپنی مرنیکا نہین غم پر یہی افسوس ہے
کون اوٹھائیگا ترا بارِ الم اچھی طرح

گریۂ شادی نی وصلتمین دکھائین آفتین
دیکھنی بھی تو نپائی اونکو ہم اچھی طرح

واہ ری شوقِ شہادت ہم ترپکر مرگئی
تیغ بھی ہونی نپائی تھی علم اچھی طرح

آبِ حیوان پر بگاڑا خضر کی کہنی سی منہ
پی گیا کہنی ستی تیری جام سم اچھی طرح

شوقِ دل کہتاہی لکہ دفتر کی دفتر پر یہان
اوٹہ نہین سکتا نقاہت سی قلم اچھی طرح

وہ دکھائین پھر قسم نواب وصلِ غیر پہ
لیلو تم اس بات کی اونسی قسم اچھی طرح

ردیف خای معجمہ

بیوجہ کچہ نہین ہی یہ رنگِ بہار شوخ
بیشک چمن مین آئیگا کوئی نگار شوخ

کیونکر نہ جوش کہای اخون ہر گہڑی
نگہت تری دولائی کی ہی کہا ہی یارِ شوخ

بلبل نہ چہچہای کبہی گل کو دیکہکر
چہکی مری بغل مین جو مثلِ ہزار شوخ

ہرگز نہ ہاتہ اوٹہاونگا اوس بت سے واعظو
لاوگی تم جہان سی اگر سو ہزار شوخ

جانا سمجہکی شیخ وہان کو نہین ہو مین
ہین اب بہی میکدی مین بہت بادہ خوار شوخ

ہم اسلیی تڑپتی ہین خالق کی روبرو
تا خلد مین بہی کوئی ملی گلعذار شوخ

نواب اپنی دل کو بچاؤن مین کس طرح
غمزہ غضب ہی ناز قیامت ہی یار شوخ

ردیفِ دال مہملہ

نکل گئی مری مُنہ سے جو ناگہان فریاد ۱۴ تو وہ بھی چونک اُٹھے کہکے الامان فریاد

بہانہ قتل کا وہ ڈھونڈھتے ہین آج اے دل یہی تو وقت ہے کر شوق سے بیان فریاد

یہ کسکا غم ہے الٰہی کہ بعد مرگ کی بھی لحد مین کرتے ہین سب میری استخوان فریاد

خدا کے سامنے وہ بے زبان کہیگا کیا نہ کی ہو جسنے کسی سے بھی میری جان فریاد

وہین پلٹ گئی دل کیطرف یہ شک تو دیکھئے کبھی جو آگئی فرقتمین تا زبان فریاد

نہ شہرہ سنگدلی کا تمہاری سنتے ہم نکرتے شام و سحر بہرِ امتحان فریاد

ہم آپ رولین کہ ہم بیکسونکی ماتم مین نکر سکیگا کبھی ایسی نوحہ خوان فریاد

مزہ ستم کا چکھاتا اوسے مگر افسوس نہ پہنچی ہای کبھی تا بہ آسمان فریاد

یہ کون باغ مین رویا کہ جسکی رونیسی
ہزار روتی ہی کرتا ہی باغبان فریاد

شبِ وصالِ عدو اس لیی ہی نالۂ آہ
کہ تا نہ سوی مری سن کی پاسبان فریاد

لحاظِ عشقِ نہانی تھا بزم مین ورنہ
نکل ہی جاتی مری مُنہ سی ناگہان فریاد

چلی تو ہو سوی بزمِ صنم مگر نواب
غضب ہی ہوگا جو کر بیٹھی تم وہان فریاد

رہی گی دل مین مری حشر تک نہان فریاد
۶۲ کہان رقیبِ سیہ رو کا مُنہ کہان فریاد

نہ تو ہی بس مین نہ تقدیر ہی نہ اپنا دل
بتا تو کیون نکرین تیری نیمجان فریاد

عدو کی نالی ہزارون سنا کیی لیکن
بگڑ گئی وہ ذرا مینی کی جہان فریاد

نہ منع کر مجھی رونیسی گھڑی گھڑی ناصح
کہ دل بہلنی کو ہی خوب داستان فریاد

نہ پہنچی گی مری میراثِ اشک دشمن کو | کہ ہوگی مجھسی بہت پہلی بی نشانِ فریاد
سنا ہی عرش لرزتا تھا کل کی رونی پر | کرونگا آج مین پھر پھر امتحانِ فریاد
حضورِ داورِ محشر تو چپ نہوائی دل | کہان کریگا نہ کی تونی گر یہان فریاد
تمام عمر مین رویا کرون مثالِ سحاب | جو ایک لمحہ بھی سن بی وہ بدگمانِ فریاد
خدا کی سامنی روزِ جزا مین جب جانون | کہ یون ہین بگڑو اگر مین کرون وہان فریاد
خبر زمین کی کیا ہی نکل کی سینی سی | کہ ناز کرتی چلی سوی آسمان فریاد

مآل اسکا بہت ہی برا ہی ای نواب
نہین ہی عشق مین اچھی یہ ہر زمان فریاد

۴۳ کوئی نہوگی اوراوسی آرزو پسند | ای خواہشِ وصال جسبی ہوگی تو پسند

٥٩

لیتی تھی سبکی سب دمِ تلقین تراہی نام
تھی قبر مین بھی مجکو یہی گفتگو پسند

حورونسی بھی لڑاہی کیی جنتون مین ہم
دنیا مین تھا جو ایک بتِ جنگجو پسند

رکھونگا دل مین شک کو مین جانے کسطرح
اسواسطی کہ تجکو ہی عشقِ عدو پسند

لاکھون گلی ہین کٹنی کو لیکن خوش نصیب
وہ تیغِ ناز کرتی ہی میرا گلو پسند

واعظ فقط دکھانی کو ہی یہ صلوٰۃ و صوم
جی سی تو ہونگی تجکو بھی جام و سبو پسند

میری طرح جو خاک اڑاتی ہی کو بکو
شاید صبا کو بھی ہی تری جستجو پسند

سونگھی وہ کیا فراق مین ہونگی بدیان
جسکو شبِ وصال ہو چوٹی کی بو پسند

ان اچھی صورتون سی وہ صدمی اوٹھائی ہین
آتی نہین ہین خلد مین بھی خوبرو پسند

ذکرِ فراقِ یار سی بدکوئی شے نہین
ناصح کو کسطرح ہوئی یہ گفتگو پسند

لڑتی رہینگی دل ہی سی اپنی ہم ایک عمر
کرتا ہی گر لڑائی کو وہ جنگجو پسند

دامن کی اپنی جسنی اوڑائی ہون دہجیان
کسطرح اوسکو جیب مین ہوگا رفو پسند

افسوس کیون نہ آئی قیامت اوسی گھڑی
جسوقت ہوگیا تہا مری دل کو تو پسند

نواب اٹہو زہد ریائی سی باز آ
کبتک رہیگا ورد صلوٰۃ و وضو پسند

ردیف دال ہندی

کیونکر ہماری زخم کہن پر بندہا کہرنڈ
ناسور پر تو بندہتی سنا ہی تہا کہرنڈ

توڑینگی ناخنون کو تری عہد کی طرح
زخمون پر اپکی بار اگر آگیا کہرنڈ

کیون مجہسی چہینتی ہو نمکدان کو دوستو
ہوگا کبہی تو داغ جگر سی جدا کہرنڈ

٦٠

غیر و نسی ہاتہا پائی ہوئی ہی ضرور آج ۔۔۔ چہری پر آشکار جو ہین جابجا کہرنڈ

نواب دین فلک نی مجہی سو حیتین
اوترا جو ایک دم کو کبہی زخم کا کہرنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

۸۵

سوزِ دل سی جو لکہون جانبِ دلبر کاغذ ۔۔۔ کیا عجب جلنی لگی صورتِ اخگر کاغذ

کسی کافر کی نہ لکہنی کا یہ فریادی ہے ۔۔۔ خاک اوڑاتا ہوا پہرتا ہی جو گہر گہر کاغذ

وصف اوس شوخ کی بالونکا جو تحریر کرون ۔۔۔ صفتِ زلفِ معنبر ہو معطر کاغذ

جب مرا قصۂ جانسوز قلم نی لکہا ۔۔۔ ہو گیا داغ مری طرح سراسر کاغذ

لکہدیا بالِ کبوتر ہی پر احوال اپنا ۔۔۔ نہوا جب مجہی غربت مین میسّر کاغذ

لی اوڑا ہی تری کوچی کی ہوا کا جھونکا
یوہین اوڑتا رہیگا تا دمِ محشر کاغذ

بت پرستی کی بہت دلمین بھری ہین مضمون
میری خط کی لیی لازم ہی مصوّر کاغذ

جب سنا اسمین لکھا ہی دلِ رنجور کا حال
اوسنی بھی پھینکدیا ہاتہ سی ڈرکر کاغذ

جانکر ایک کو خط غیر کا پڑہ لی شاید
رکہ دیی مینی لفافی مین ملکر کاغذ

میری خامی کو الہی وہ عطا ہوتا پر
کہ رہِ شوق مین بنجای کبوتر کاغذ

نہ سمای کبھی مضمونِ فراق ای نواب
ہو جو دامانِ قیامت سی بھی بڑہکر کاغذ

ردیف رای مہملہ

۴۶

آپ سی باہر نہونا اوسکی محفل دیکھکر
اپنا بیگانہ ذرا ای حسرتِ دل دیکھکر

ہو نہ تکلیف اوسکی دستِ نازنین کو سلیے
مر گئی پہلی ہی ہمتو روی قاتل دیکھکر

اوسکو دعویٰ ہوگیا لیلیٰ سی بڑہکر حسن کا
جوشِ وحشت مین مجھی مجنون سی کامل دیکھکر

ہاتھ ہوتی دلکی تو دل بھی لپٹ جاتا وہین
میری بانہین تیری گردن مین حمائل دیکھکر

انتظارِ نامہ بر مین ایک مدت ہو گئی
روز پھر آتا ہون مین دو چار منزل دیکھکر

منفعل ہون مین ہی کر وصلِ دشمن پر کرم
خوش بہت ہوتی ہو دلسی مجکو قائل دیکھکر

حسرتون سی اپنا مرنا پھر مجھی یاد آگیا
غیر کی بزمِ عزا مین تجکو شامل دیکھکر

نعش پر تکبیر کی جا مرحبا کہنی لگی
ایسی بیخود ہو گئی سب رقصِ بسمل دیکھکر

ایک بوسی مین نہو گا کوئی بھی نقصانِ حسن
مُنہ چھپاتی ہو عبث تم روی سائل دیکھکر

بیخود بیکا ہو برا محروم رکھا وصل سی

پھر گئی وہ مجکو ای نواب غافل دیکھکر

بیٹھی ہین عدو آج مقرر تری در پر
جو لا کہون بلاؤن کا ہی مجمع مری گھر پر

ہوتی نہین مقبول جلی دل کی دعا بھی
نازل ہوئی ہی کوئی مصیبت تو اثر پر

تو وصل مین بگڑیگا تو کیا ہوگا کہ مینی
فریاد تو رکھی ہی تری عزم سحر پر

قاصد جو نہ آیا تو کرین کیا وہ الٰہی
جو زندہ ہین اتبک فقط امید خبر پر

گھر جانی پر آمادہ تو خود جی ہی ہمارا
الزام عبث رکھتی ہو تم مرغ سحر پر

جب حال شب ہجر سنایا تو وہ بولی
مرتی ہین غرض آپ بھی اک شاکرِ قمر پر

کیون ترچھی نظر کرتی ہو اتنا تو سمجھ لو
کٹتی ہین گلی سیکڑون اک سیدھی نظر پر

کس طرح اوٹھین اوس سی غم ہجر کی صدمی
آجای پسینا جسی پیغام سفر پر

بگڑی ہو عبث نام سی تم بوسۂ رخ کی — الزام نزاکت کا اگر ہی تو کمر پر
کیا ہوگا الٰہی جو یہی شامِ جدائی — آئی گی کبھی اور کسی فردِ بشر پر
تابان ہی خطِ لوح مبین مانگ مین تیری — پہبتی نئی سوجھی ہی مجھی سلکِ گہر پر
رُو رُو کی مری آنکھ تو ناسور ہو صد حیف — دامن بھی نہ رکھی کبھی تو دیدۂ تر پر

کیونکر دمِ نظّارہ مین سر پیٹون کہ نوابؔ
صدمی سی مری ہاتہ تو دونون ہین جگر پر

۴۸

پہلی جو ہنستی تھی مجکو غم مین کبھی اشکِ تر دیکھکر — روتی ہین اب وہ بھی مری دیدۂ تر دیکھکر
تیری جلوی نی ازل مین ہاں ہی بیخود کر دیا — ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر
جسنی ساری عمر مانگی میری مرنیکی دعا — رو چکا وہ میری لاشی کو مقرر دیکھکر

بلبلیں آئیں چمن سی چہچہانی کی لیی
مرقدِ عشاق پر پھولون کی چادر دیکھکر

اچھی صورت دیکھتی ہین دیکھکر سب بانوِ
تمکو دیکھینگی ہم ابکی اپنی اختر دیکھکر

کیا ضرورت کج ادائی کی ہی اوسکی واسطی
جو سمجھ جاتا ہو سب کچہ تیری تیور دیکھکر

جور پر اپنی بہت تھی ناز اوسکو بھی مگر
ہو گیا مضطر تجھی چرخِ ستمگر دیکھکر

گر یہی ہین چتونیں تیری تو صورت آفرین
کیا کہیگا تجکو ظالم روزِ محشر دیکھکر

تا نہون وہ بدگمان اسواسطی اغیار سے
پوچھتی ہین روز مجھکو اپنی در پر دیکھکر

داورِ محشر کو بھی حیرت ہوئی روزِ جزا
تیری شکوونکا مری ہاتھون مین دفتر دیکھکر

یہ جو خوش خوش پھرتی ہین یہ تو وہی ہین لوگ
جنکو آئی تھی ابھی ہم زیرِ خنجر دیکھکر

لی ران مین چٹکی تو بھری سسکی اچھل کر
جب ہنس پڑی ہم رہگئی وہ تیوری بدل کر

نواب فسونگر ہین یہ دل انسی سنبھل کر
آنکھونسی بگڑ جای تو کاکل سی نہ بل کر

سینی سی وہ لپٹا جو شبِ وصل تو بی یار
جائینگی کہان دل سی سب ارمان نکل کر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو باتونمین دیدون
مانگو تو ذرا ناز سی پہلو مین مچل کر

آگاہ نہین عشق سی پر جانتی ہین یہ
پہلو سی لیی جاتا ہی دل کوئی مسل کر

غیرونکی سبب سی نہ ہمین آپ اوٹھائین
ہم آپ چلی جائینگی اس بزم سی ٹل کر

وہ سمجھی کہ اوٹھتا نہین ہی بارِ محبت
دوہری ہوئی گردن جو مری نزع مین ڈھل کر

نازک ہی بہت سینی مین میری دلِ غمگین
گر ناز بھی کرنا تو مری جان سنبھل کر

اتنا بھی بہت ہی کہ عیادت کو ہماری
دو چار قدم راہ مین وہ رہگئی چل کر

وصلت مین بنائیگی وہ چال اپنا کہ ہم آپ
گھر جانیکا پھر نام بھی لوگی نہ بہل کر

اوس فتنۂ عالم کی ذرا چھیڑ تو دیکھو
پوشاک مین بھی فتنی کا عطر آیا ہی مل کر

گر شمع کو پروانی کی جلنی کا نہین غم
کیون موم ہوئی جاتی ہی وقت پگھل کر

نقشہ ہی یہی گر مری رونیکا تو اک دن
سب خون نکلجای گا آنکھونسی اوبل کر

کھائی ہی قسم غصی مین باتونکی تو ہم بھی
چھیڑین اوسی اس ڈھب سے کہ بول اوٹھی وہ جل کر

دل ے وزنیا مانگو نہین کچہ یہ بڑی بات
دونگا مین اسی دلکو تمہین پھیر بدل کر

ساقی ترا احسان مین جب مانون کہ وہ شوخ
بیہوش مری گود مین گر جای پھسل کر

موتی تری بُندونکی نہین زلفونمین تابان
لہراتی ہین دو کالی یہ من اپنی اوگل کر

دشنام نہ دیگی کبھی وہ شرم سی ہرگز

نواب ذرا بزم مین کل تو ہی ٹہل کر

۵۰ بیٹھو سرِ مزار جو تم سبکو چھوڑکر — تو جان ہم نثار کرین سر کو پھوڑ کر

کم ہوگئی جو اسکی کھٹک زخم کی تو ہم — نشتر کی نوک کھینچینگی سینی مین توڑ کر

خون اپنا ہی جو غیر کی سر پر تو شلِ دل — یہ بھی تم اوس سی چھین لو گردن مروڑ کر

دل مین جو حسرتین ہین وہ انکو نکال لین — خوش کرہی لینگی آپ کو پھر ہاتھ جوڑ کر

دیتا ہی جُل رقیب تجھی روز لاکہ بار — تو بھی تو کوئی اوس سی کبھی جوڑ توڑ کر

کتنا ہی تم بناؤ نہ بگڑونگا مین کبھی — محفل مین ہنس رہی ہو عبث مُنہ کو موڑ کر

کد اسقدر ہی ہمین جو ای محتسب تجھی — کیا خلد تو بنای گا شیشون کو توڑ کر

نوحون سی باز آ نہ رولا صبر کر کہ ہم

نواب ابہی تو آی ہین دامن نچوڑ کر

لیا ہی چشمِ تر نی خونِ عالم اپنی گردن پر
ذرا تم بھی تو رُو دو حسرتونسی میری شیون پر

اہ

چمک یہ موتیونکی دیکھی اوس گوری کلائی مین
کہ پروین کا ہوا دہوکا مجھی اوس سیم کی سُرن پر

تمنا ہی مگر تمکو تماشای قیامت کی
کہ آئی نازسی ٹہوکر لگانی میری مدفن پر

قیامت مین بہلا وہ خاک مانگی خونبہا تجھسی
دمِ بسمل پڑا ہو خون جسکا تیری دامن پر

نہین جاتا ہی بزمِ عیش مین بھی اسطرح کوئی
کہ جیسی بھرِ ماتم آئی ہو تم میری مدفن پر

گواہی کون دیتا حشر مین میری شہادت کی
نہ رہتا کوئی قطرہ خون کا گر تیری دامن پر

نہ رشک اتنا کرو نواب تم میر کہا مانو
کہین ناز اوس صنم کو ہو نہ جای عشقِ دشمن پر

۵۲

غیر کو وصل کی باتو نسی ستائین کیونکر — وہ تو کہنی مین نہین بات بنائین کیونکر

تم ذرا پہلی بلائین تو مجہی لینی دو — پہر مین کہدونگا کہ آتی ہین بلائین کیونکر

بیخودی مین نہ ہلا شانہ نکر فکر طبیب — وہ تو آئی نہین ہم آپ مین آئین کیونکر

تیرا ثانی تو نہین جو تجہی دیتا تعلیم — آگئین تجکو پہر اسدرجہ ادائین کیونکر

ہی ادہر وصل مین حیرت تو ادہر ہی تمکین — حال دل اپنا اوسی ہای سنائین کیونکر

کچہ بہی امید جو ہوتی تو نہوتی پروا — یاس مین موت سی ہم جان لڑائین کیونکر

واعظ اتنا تو بتا دی کہ بہلا حورون کو — یاد کیونکر کرین اور اوسکو بہلائین کیونکر

دیکہ لو کیا ہوا جاتا ہی ابہی دم بہر مین — تم ذرا پوچہو تو کرتی ہین وفائین کیونکر

ضعف سی اپنی ہی لب تک نہین آتین آہین — جائینگی کان تک اوسکی صدائین کیونکر

نہ برہمن ہین نہ رہبانِ کلیسا ہم ہین — ہر گھڑی سینی سی اوس بت کو لگائین کیونکر

اپنا تو کام ہوا وہ بھی کہتی ہین ابھی — کہ سہا کرتی ہین عشاق جفائین کیونکر

کچھ ملک تو نہین ناصح بھی بشر ہی تو آب

پھر بہلا نام صنم اوسکو بتائین کیونکر

ردیفِ رای ثقیلہ

٥٣ چارہ گر بہرِ خدا بسملِ جاناں کو نچھیڑ — زخم کو چھیڑ مگر یار کی پیکان کو نچھیڑ

اوسکی نالون سی نہ آجای قیامت صیاد — موسمِ گل مین کبھی بلبلِ بستان کو نچھیڑ

وہ تو عاشق نہین پھر چھیڑنی سی حاصل کیا — سبکو تو چھیڑ مگر اپنی نگہبان کو نچھیڑ

چھیڑ اوس شوخ کو ناصح تو در لطف بھی ہو — مفت مین اس دلِ ناکردہ پشیمان کو نچھیڑ

اور جو چاہی وہ کہ کچھ نہین مطلب ہمکو
پر برا کہتی کسی گبر و مسلمان کو نچھیڑ

روزِ فرقت ہی ستانی کو مری کافی ہی
ای شبِ ہجر تو اس کشتۂ ہجران کو نچھیڑ

یاد ہی وصل مین نواب وہ اوسکا کہنا
چل پہ تخی دور مری کاکلِ پیچان کو نچھیڑ

ردیفِ زای معجمہ

۵۴

روزِ اول ہی نہین وصل کا اقرار ہنوز
وہی حیلی ہین وہی اوسکو ہی انکار ہنوز

الامان ظلمتِ مرقد سی کہ یارب مینی
ہجر کی بھی نہین دیکھی ہی شبِ تار ہنوز

تن بی سر ہین یہان لاکھون درِ قاتل پر
نہین آیا وہ کبھی تا سرِ دیوار ہنوز

ایسی عبرت ہوئی قاتل کو مری قتل کی بعد
کہ ندامت سی نہین باندہی ہی تلوار ہنوز

اَئی وہ مجلسِ ماتم مین خوشی کی جاہی
بیٹھتی روتی ہین کیون سب مری غمخوار ہنوز

فصلِ گل آئی کھلی پھول مگر دل کو مری
چین لینی نہین دیتی خلشِ خار ہنوز

غیر سی ملنی کی اوس شوخ نی کھائی تو قسم
غم کی ظاہر ہین مگر چہرسی آثار ہنوز

حسن کی دیکھنی سی لاکھون بلائین دیکھین
دل کو اسیر بھی تو ہی حسرتِ دیدار ہنوز

حشر مین سیکڑون اولجھی ہوی جھگڑی سلجھی
دل مرا ہی تری زلفون مین گرفتار ہنوز

صبر و طاقت تو گئی دل سی یہ عبث کیا ہی
نہین جاتا ہی تری عشق کا آزار ہنوز

نہ کہین سبزی کی آثار نہ بوسونکی نشان
صاف ہین نامِ خدا چاند سی رخسار ہنوز

شکوہ ہجر کا کیا ذکر لبون تک میری
وصل کی شب کی بھی آئی نہین اظہار ہنوز

مٹ گئی شرم ملی بوسی اوٹھی منہ سی نقاب
صرف اک وصل کی آپسمین ہی تکرار ہنوز

داغِ الفت کی عوض روضۂ رضوان پایا — اشک افشان ہین مگر دیدۂ خونبار ہنوز

مرگِ عالم کا بہلا ہوا اوسی صدمہ کیونکر — جسنی مرتی نہین دیکھا کبھی بیمار ہنوز

کرچکی تیغِ ادا قتل دو عالم کو مگر — ہای ری وہم کہ کرتی ہین وہ اصرار ہنوز

حشر بھی ہو تو نہ آئیگا وہ باہر نواب

تو عبث راہ مین بیٹھا ہی مری یار ہنوز

۵۵

دیکھ لیتا ہون تری زلف چلیپا ہر روز — رہتی ہی میری نظر مین شبِ یلدا ہر روز

نام بھی اب نہین آتا کبھی اونکی تا لب — پھلی منہ دیکھتی تھی صبح کو میرا ہر روز

دل نی پایا ہی دعا مانگ کر اوسکا پیکان — چارہ گر تجکو ہی کیون فکرِ مداوا ہر روز

تو تو مدت سی مری جان کا خود ہی دشمن — تجکو بھڑکاتی ہین ناحق مری اعدا ہر روز

سخت جانی ہی سی نہ مرتے ہون مین اپنی ورنہ | قتل کو ہوتا ہی اونکا تو اشارا ہر روز
تیری بیمار کو جب بھی نہ شفا ہو ہرگز | دیکھین سو بار اگر حضرتِ عیسیٰ ہر روز
کوثر و خلد سی واعظ نہین کچھ بحث اوسکو | جسکی ہاتھون مین رہین ساغر و مینا ہر روز
طور پر موسیٔ عمران نی جو کچھ دیکھا تھا | دیکھتا ہون تری رخ مین وہی جلوا ہر روز

تیری چاہت کو مین کسطرح چھپاؤن نواب
ساری دنیا مین اب اسکا تو ہی چرچا ہر روز

ردیفِ سین مہملہ

٥٦

آئینگی جیتی جی نہ کبھی تیری در کی پاس | ہم کیا ہماری روح نہ پھٹکی گی گھر کی پاس
ہیکل ٹنک کی آئی ہی اوسکی کمر کی پاس | یا خطِ کہکشان ہی شعاعِ قمر کی پاس

تسکین ہوگی روح کو آواز ہی سی کچھ
مرقد مرا بنے تو در نوحہ گر کی پاس

پایا یہ لطف درد جگر مین کہ ہی دعا
آجای دل بھی کھنچ کی الہی جگر کی پاس

سب کچھ تو ہی وہان مگر اس عشق کی دوا
ناصح نہوگی کوئی قضا و قدر کی پاس

سو بار عذر کرنیکو جاتی ہو غیر سی
اکبار آنکلتی ہو گر میری گھر کی پاس

نازل ہوا ہی جیسی یہان آج بیدھڑک
جانا نہ واعظ اور کسی پیغمبر کی پاس

دو اک قدم بھی چل نسکیگا وہ حشر تک
مکتوب شوق گر ہی بھی نامہ بر کی پاس

تیری ستم کا کوئی مداوا کری دریغ
ہرگز نہ جاؤنگا مین کبھی چارہ گر کی پاس

وصل صنم کا غیر سی وعدہ ہوا ہی آج
بیٹھونگا جاکی شام سی مرغ سحر کی پاس

رہ آکی میری آہون مین تو تیری قدر ہو
لیجای کوئی کاش یہ پیغام اثر کی پاس

اللہ ری سوزِ دل کہ وہین موم ہوگیا
جب لیگیا مین ہاتہ ذرا نیشتر کی پاس

پہلی تو تہا نطفانِ زبانِ ہی راہ مین
جز اشک اب تو کچہ بھی نہین چشمِ تر کی پاس

نواب سی تو ہم نہین آگاہ ہین مگر
کوئی تڑپ رہا ہی تری رہگذر کی پاس

ردیفِ شین معجمہ

کوئی عالم مین نہوگا کہین ہمسا بیہوش
کہ گئی حشر مین سب ہم رہی تنہا بیہوش

خط کی جلوی سی عجب رنگ کا ہی حسنِ ملیح
کہ اگر دیکہین تو ہون خضر و مسیحا بیہوش

نشی مین دیکہکی مجکو وہ بگڑ کر بولی
ہٹ خبردار مری پاس نہ آنا بیہوش

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ گل محفل مین
غش بھی آیا مجھی پر او سنی نجانا بیہوش

سحر آئی وہ گئی مجھکو خبر کچھ نہوئی
لذتِ عیش سی تھا وصل مین ایسا بیہوش

حالِ عاشق سی تو واقف نہین پر دیکھا ہی
تیری کوچی مین ابھی کوئی پڑا تھا بیہوش

ایسی ہشیار کو می دینی سی حاصل ساقی
وہ کبھی لاکھ برس تک بھی نہوگا بیہوش

بدگمانی نی مری مجکو ستایا ہی بہت
ہوش اوڑی میری کہین جب اوسی دیکھا بیہوش

بیحجابی مین یہان عیب نہین کوئی مگر
بزمِ اغیار مین اس طرح نہونا بیہوش

شاید آجای اوسی رحم نگہای زلفین
خودہی نواب تو اوس بزم مین جا ہو بیہوش

ردیفِ صاد مہملہ

۵۸ ایسی بگڑی کہ نہین یاد ہمارا اخلاص
آن کی آن مین جاتا رہا سارا اخلاص

غیر کو چاہو تو دشمن ہو مری شوق سی تم
ہی یہ منظور نہین پر وہ گوارا اخلاص

یاد آتا ہی تو خاموش پڑا رہتا ہون
چھیڑنا باتون مین اپنا وہ تمہارا اخلاص

ہای وہ وصل مین اوس شوخ کی پیاری باتین
کبھی در پردہ ادائین کبھی پیارا اخلاص

کل قسم کھائی تھی اور آج ہی غیرون سی ملی
پھر نکرنا کبھی تم مجھسے دوبارا اخلاص

چاہ اغیار کی اب جیسی پسند آتی ہی
اس سی بڑھکر کبھی پیارا تھا ہمارا اخلاص

وصل مین مینی جو چھیڑا تو وہ بولی کہ اونہ
رکھیی تہ کرکی بس اپنا یہ خدارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لطف سی کام نہ بی لطفیِ دربان سی غرض
٥٩
جان ہی جای تو پھر کیا درِ جانان سی غرض

بیخودی لیگئی ہی کھینچ کی اوس عالم مین ۔ کہ نہ کچہ دردسی ہی بحث نہ درمان سی غرض

خواہشین میری نپوچھو کہ تمہین جب مجھسی ۔ کوئی مطلب نہین تو کیا مری ارمانسی غرض

ضعف سی ہاتہ نہ ہلتی جو کبھی وحشت مین ۔ تو نہوتی مجھی کچہ اپنی گریبان سی غرض

پوچہ دلسی کہ وہ کیون زلف مین جاکر الجھا ۔ کوئی تو ہوگی اوسی کاکل پیچان سی غرض

بی نیازی تری صدقی کہ غمِ فرقت مین ۔ نرہی کوئی مجھی حسرتِ جانانسی غرض

لذتِ زخم کہان جب نہوی زخمون مین کھٹک ۔ دل کو اسواسطی ہی ناوکِ مژگان سی غرض

جنکو بت کہتی ہین وہ ہوتی ہین ان دونون مین ۔ ہو نہ کسطرح مجھی گبر و مسلمان سی غرض

کافر اسو قمتین سب کہتی ہین مجکو کہ تمہین ۔ کہ تو دو بخدا اپنی ہی ایمان سی غرض

زخم پر شستہ گیسو کی چہرکنا تم مشک ۔ کہ نہین اوسکو دمِ نزع نمکدان سی غرض

دائما وصل کی ٹھہری تو یہ غم ہی تو آب
کہ کسی ہوگی اب اوسکی شب ہجر انسی غرض

ردیف طا مہملہ

غیرون سی اب ہی آٹھ پہر یار اختلاط	٦٠	درگذری ہم نہین ہمین درکار اختلاط
کیا لطف ہوگا وصل مین اوس نازنین کی ہی		ہی جسکی ہجر مین ہر اک آزار اختلاط
دیوانی بن کی تیری تصور مین رات دن		پریون سی کہتی ہین تری غمخوار اختلاط
ارمان دل مین لاکھون ہین لیکن مین کیا کرون		نازک مزاج یار ہی دشوار اختلاط
احباب سی تو گھر مین بھی اونکو حجاب ہے		اعدا سی ہوتی ہین سر بازار اختلاط
پہلی نشاط عمر سمجھتی تھے ہم مگر		رشک عدو سی ابتو ہی آزار اختلاط

کھنچتی ہین یہ مزہ ہی کہ کس کس مزسی آج
ہی ہمسی بار بار باصرار اختلاط

دم ہی لبوں پر اب نہ لپٹیی کہ نزع مین
بی سود التفات ہی بیکار اختلاط

باز آو دشمنون سی نہین اپکے بزم مین
ہم بہی کرینگی غیر سی ناچار اختلاط

طنزاً کہا کہ غیر سی ملیی تو بول اوٹہی
ایسونسی کرتی ہی مری بیزار اختلاط

برسون گذر گئی نہین ہوتی ہی بات بہی
تہا پہلی ایک آن مین سو بار اختلاط

کیا ہو مجہی بتاو تو نواب وصل مین
اوس شوخ سی جو ہونی لگی پیار اختلاط

ردیف ظاء معجمہ

کبہی جانی سی فائدہ واعظ ۶۱ ہو نہ جائینگی ہم خدا واعظ

پند کو سنکی کیا کرونگا مین میری مطلب کی کچہ سنا واعظ

کیسی جنت کہانکی حور و شراب فقری یہ اور کو بتا واعظ

اس بلا کا کہین ٹھکانا ہی تو ہمارا ہو رہنما واعظ

وعظ کہنی کو گہر سی نکلا تہا مجکو دیکہا تو پہر گیا واعظ

تو بہی گر یار کی کمر دیکہی نہ ملی پہر ترا پتا واعظ

اوسکی کہنی کو کس طرح مانون نہ پیمبر نہ ہی خدا واعظ

بگڑی ہین ذکر حور وہ سنکر ہای یہ تونی کیا کیا واعظ

کوئی تدبیر جب نکل نہ سکی منع اعدا کو مین بنا واعظ

اپنی نالی کی بہی ہی کیا تاثیر کہینچی جب آہ رو دیا واعظ

نام تیرا لیا نہو ورنہ | کیا کہا مینی جو ہنسا واعظ
ضد سی دونی شراب پی پینی | وعظ سی تیری یہ ہوا واعظ

شیشۂ و جام دیکھکر نواب
رشک سی کیون نہ مر گیا واعظ

ردیف عین مہملہ

۶۲

جس شوخ سی ہو سبکو عداوت کی توقع | کیونکر ہو مجھی اوس سی محبت کی توقع
بیماریِ عاشق کا سبب کوئی نہین اور | اوسکو ہی فقط تیری عیادت کی توقع
افسوس وہ دیکھی غم ہجر انکی مصیبت | جس دل مین بھری ہو تری وصلت کی توقع
وہ صدمی اوٹھائی ہین کہ اب روزِ جزا بھی | دل مین نہ رہی کوئی اذیت کی توقع

الفت مین کسی شوخِ ستمگار کی مجکو
آفت کی ہی امید قیامت کی توقع

پھر جائینگی دن رحمتِ حق ہی سی گر نہ
طالع سی تو ہی اپنی مصیبت کی توقع

حیرت ہی مجہی ہو گئی زاہد تجہی کیونکر
واعظ کی فقط کہنی سی جنت کی توقع

نومید ہون ای چرخ تری جور سی مین کیا
خصلت سی تری ٹوٹی ہی خلقت کی توقع

اب بات بھی کرنیکو نہین چاہتا ہی دل
پہلی تھی بہت حرف و حکایت کی توقع

اوس دن کو نہ کہی مجہی خالق کہ مین کہون
کہنی سی عدو کی شبِ وصلت کی توقع

مایوس ہون مین اپنی گناہونسی تو لو آب
پر ذات سی خالق کی ہی رحمت کی توقع

ردیفِ غینِ معجمہ

بعد مرنیکی ملی خاک اوسکی مدفن کا سراغ / جیتی جی ہرگز نپایا جسکی مسکن کا سراغ

کبتلک ای بلبل چھپی گی باغ مین دیسی صبا / ل ہی جائیگا کبھی تیری نشیمن کا سراغ

چوکڑی بھولی ہین وحشت سی غزالانِ حرم / گم ہوا ہی جب سی میری ناوک افگن کا سراغ

تیری عارض گر نہوتی شعلہ افروزِ جہان / حشر تک موسی نپاتی دشتِ ایمن کا سراغ

سنتی ہین اوسکی کمر کی عشق مین ہی نشان / ہای اب ہاتہ آی کیونکر ہمکو دشمن کا سراغ

لی اوڑی بادِ بہاری اسقدر میری حواس / رہ کی گلشن مین نپایا مینی گلشن کا سراغ

وصل کی شب تو نہتی نوع اب مین حیران ہون / رات کو ملتا نہتا کیون تیری شیون کا سراغ

ردیف فا

۶۴

کون لو لیگا وہان ای وای بسمل کیطرف
حشر مین ہوجائینگی سب لوگ قاتل کیطرف

یاد ہی مجکو شب وصل انتظار صبح مین
دیکھنا ہر دم وہ تیرا ماہ کامل کی طرف

آمد آمد نامہ بر کی گر سنونگا بعد مرگ
منہ مرا تربت مین پھر جائیگا منزل کیطرف

ای فلک اوس بیوفا کو مہربان کر دیکھیو تو
جاتی ہین کس شوق سی ہم اوسکی محفل کیطرف

ہو چکا عالم شہید خنجر ناز اور مین
دیکھتا ہی رہگیا انداز قاتل کی طرف

وہ مزہ پایا اسیری مین کہ بعد مرگ بھی
روح محشر تک رہی مائل سلاسل کی طرف

کیون چڑاتی ہو مرا منہ دیکھو وہ نکلا ہی چاند
پھر کی بیٹھو اک ذرا مدّ مقابل کی طرف

ہوگیا اندھیر عالم وقت آخر ورنہ مین
دیکھتا کن حسرتون سی سوی قاتل کی طرف

کوہکن کیطرح سر بھی پھوڑنا ہوگا ضرور
لیچلا ہی دل جو اوس شیرین شمائل کی طرف

خلد کو بھی دیکھہ لینگی واعظو پر تو ہم — صومعی سی جاتی ہین اوس بت کی محفل کیطرف

بوسہ ہاتہ آئیگا اونسی کیا کسی محتاج کو — ہان مگر الزام عاید ہوگا سائل کی طرف

اوٹہ گیا دنیا سی مجنون تو بلاسی اوٹہ گیا — کہدو لیلی سی کہ جائی اپنی محمل کی طرف

نزع مین ہون اب اوٹھا رکھو نگاہین یار کی — ڈوبتی کشتی نہین کہنچتی ہی ساحل کی طرف

دونون عالم کی خبر غش مین نتہی نواب کو
ہاتہ اوٹہ جاتا تہا پر بیساختہ دل کیطرف

ردیف قاف

٦٥

تحریر کی مشتاق نہ تقریر کی مشتاق — ہین ہم تو فقط آپ کی تصویر کی مشتاق

عشاق ہین یون زلف گرہگیر کی مشتاق — دیوانی ہون جیسی سر زنجیر کی مشتاق

مشتاق ہین ہم تیری خطِ شوق کی جتنی
اوتنی نہین ہین کاتبِ تقدیر کی مشتاق

گرہی ہی لذت تری غصی مین تو ظالم
کیا کچھ نکرینگی تری تعزیر کی مشتاق

تا دعویِ الفت نکری کوئی کسی سی
عاشق ہین تری اسلئی تشہیر کی مشتاق

غیرونکو مبارک ہو رہائی کہ یہان ہم
بیٹھی ہین ازل سی کسی زنجیر کی مشتاق

ہین ایک ہی حربی مین وہان سکرون غمزی
دل اور جگر دو ہین بھلا تیر کی مشتاق

کیا جانیی کیا لطف ہی تعزیر مین تیری
اعدا بھی ہین جسکی لیی تقصیر کی مشتاق

نومید ہون اس درجہ مین تقدیر سی اپنی
نالی بھی مری اب نہین تاثیر کی مشتاق

بہزاد مرقع کو تری لیکی کرین کیا
ہم تو ہین کسی نور کی تصویر کی مشتاق

نادان نہین ہم سی زمانی مین زیادہ
عاشق بھی ہوی اور ہین توقیر کی مشتاق

جو داغِ نہانی ہین وہ جب تو نے نہ دیکھی	دکھلائی کسی سینۂ و دل چیر کی مشتاق

کھینچ آہ جلی دل سے کہ نواب فلک پر
قدسی ہین ترے نالۂ شبگیر کی مشتاق

ردیف کاف عربی

٦٦

ہلتی نہین وقت نزع تک لب	کبتک یہ ہجوم یاس کب تک
ہونگی کسی اور سے وفائین	ہمپر تو وہی ستم ہین اب تک
احسان ہے طولِ روزِ غم کا	دیکھی نہین مینے غم کی شب تک
تم غیر کی گھر سے آگئے پر	ہم رشک سے مر مٹین گے جب تک
چپ ہو گئے صاف مُنہ بنا کر	مطلب کی جو بات آئی لب تک

دل صاف ہوا خطا سی اپنی
شکوہ رہا رنج بی سبب تک

انداز ہمیشہ تجہ مین ہین یہ
ہی بگڑی ادا دمِ غضب تک

دیکھی نہین ایسی گیسو و رخ
شہرہ ہی یہ چین سی حلب تک

گر ہی یہی روزِ ہجر تو ہم
جیتی نہ بچین گی آج شب تک

ہو گی یہی دل کو بیقراری
امید ہی سو طرح کی جب تک

کیا کام عدو کا تیری گہر مین
جب پہنچی نہ مجہسا باادب تک

غیرونکو بھی اوسکا غم ہی نواب
خالی نہین رشک سی تعب تک

ردیفِ کافِ فارسی

یون بھڑک اوٹھی ہی سوزِ دل سی میری تن مین اگ ‏— ناگہان لگجاتی ہی جیسی کسی خرمن مین اگ

آہِ سوزان نسی کھینچی ہی دلِ پر سوز سی ‏— لالۂ احمر سی دہکی ہی جو ہر گلشن مین اگ

دل ادہر سینی مین جلتا ہی اودہر اشک ہین ‏— وای قسمت شعلہ زن ہی میری گہر ساون مین اگ

رشک کا احسان و صلتمین کہ اسنی بی کبھی ‏— لاکی دوزخ سی بھری ہی سینۂ دشمن مین اگ

جوشِ وحشت مین بہلا کیونکر بچاؤن گا کفن ‏— گر بھی ہی سینۂ پر سوز سی مدفن مین اگ

سر ملکین آنکھون سی تیری طور پر بجلی گری ‏— شعلۂ رخ نی لگادی وادیِ ایمن مین اگ

جا پڑا کیا خون میری زخمِ دامن دار کا ‏— یک بیک کیون لگ گئی جلاد کی دامن مین اگ

خاک ہو جاؤن کہین جلکر تو جہگڑا پاک ہو ‏— ای فلک تو ہی لگادی اب مری مسکن مین اگ

دیکھ او ظالم حذر کر آہ سی مظلوم کی ‏— خاک کر دیتی ہی جب خشک و تر کو بن مین اگ

ہوگیا شاید گذر نواب کا اس شہر مین
مشتعل ہی جابجا جو کوچہ و برزن مین آگ

ردیف لام

٦٨

وصل معشوق ہی گلشن مین نجانا بلبل
میری گھر آج سر شام سی آنا بلبل

آمد یار سی گلشن ہی سہانا بلبل
تو بھی اسوقت ذرا گا لی شہانا بلبل

ٹوٹ جائین نہ کہین دام بلا کی پہندی
بال و پر وقت اسیری نہ ہلانا بلبل

کوئی گل ہار جو اوتری غم ہی بہیجی تجھکو
قبر پر میری بھی دو پہول چڑہانا بلبل

رقص کرنی لگی صیاد قفس جلجائی
آج اس درد سی گا کوئی ترانا بلبل

شب فرقت کا بھی سامان ذرا کر کہنا
وصلت گل مین کہین بہول نجانا بلبل

مثلِ پروانہ کہین خاک بھی ہوجا کہ تجھی | بوالہوس جانتا ہی سارا زمانا بلبل
تیلیان ٹوٹین قفس کی جو پھڑکنی سی تری | اوڑ کی پھر میری ہی ویرانی مین آنا بلبل
وہ اگر ڈہونڈہی چمنمین مری تربت کا نشان | کہینچکر نالۂ غم تو ہی بتانا بلبل
چہچہی ایسی نہون جن سی اوچٹ جائی جی | لحنِ داؤد سی گلچین کو لبہانا بلبل
وصلِ شیرین سی جو ہو محوِ ارم مین فرہاد | چونک اوٹھی خواب سی وہ تان جگانا بلبل
بوی گل تیر کی لذت جو چکہادی تجکو | مدۃ العمر رہی تو بھی نشانا بلبل
مجکو گر یاد نہ کرنا تو نہ کرنا لیکن | میری نوحی نہ کہین دلسی بھلانا بلبل
ساتہ چہوٹی نہ مصیبت مین بھی ہمدردونکا | اِک قفس واسطی میری بھی منگانا بلبل
ہوگئی بند مری جا رہی نغمی سنکر | حشر تک اب مجہی تو منہ نہ دکہانا بلبل

مینی تعلیم کی ہین جو چمن مین تجکو | قمریون کو بھی وہی نوحہ سکھانا بلبل
اپنا گل ہی نہو تو لذتِ جاوید کہان | ہجر مین خلد کو بھی آگ لگانا بلبل

نئی انداز سی گر سیرِ چمن ہو منظور
اشکِ نواب مین پھولون کو بسانا بلبل

۶۹

کیسی لذت سی ہوا ہای مرادِ دلِ بسمل | ہو گیا آپ جیسی دیکھکی قاتل بسمل
کون آیا سوی مقتل کہ بجای تسبیح | عرش پر روحِ امین کہتی ہین بسمل بسمل
تلخیِ مرگ کی لذت جو کبھی پوچھی تو | مئی کوثر کو بھی سمجھی گا ہلاہل بسمل
حال پروون مین کس کس کی الہی کہ وہان | کچھ جو در پر ہین تو کچھ ہین سرِ محفل بسمل
اوسمین تیزی ہی تو اسمین بھی تڑپ قہر کی ہی | تیری تلوار کا ہی مدِّ مقابل بسمل

کارگر ہوتی اگر چوٹ نگہ کی لیلے — قیس کی روح بھی رہتی پس محمل بسمل

حشر سو بار ہوا پر وہ نسمجھا کیا ہی — نشۂ شوق سی اس درجہ تھا غافل بسمل

حال قاصد سی تو واقف نہین آئی ہی خبر — خاک پر کوئی پڑا تھا سر منزل بسمل

تیغ ابرو کی وہ بُرِّش ہی کہ جس سی نواب
مین تو کیا ہو گئی ہین حور شمائل بسمل

ردیف میم

تم پر نہوی اگر فدا ہم — دنیا مین رہینگی جی کی کیا ہم

مستی مین وضو کرینگی مَی سی — رندون مین بنینگی پارسا ہم

ہرگز یہ نتھی امید یا رب — ہو جائینگی اوس سی یون جدا ہم

جس غیر کی مدح کرتی ہو تم — دیکھین تو کبھی اوسی ذرا ھم

کہتی ہین وہ زلف کو مسلسل — یہ سچ ہی تو ہو چکی رہا ھم

در پر تری رشک نی نہ چھوڑا — کیا خاک بنین گی نقشِ پا ھم

جو ہو نہ ہلالی پر خفا ہو — کیونکر کہین اوس سی مدعا ھم

دونی ہوئی ہای آتشِ شوق — دو دن رہی اوس سی جو خفا ھم

اوس وقت چھپایا اوسنی منہ کو — جب کہہ چکی زلف کو رسا ھم

غیرت کی جگہ ہی سوچ قاصد — تجھسی کہین اپنا مدعا ھم

دل مین رہتا ہی گھڑی تو — کیونکر کہین تجھکو بیوفا ھم

در تک تری شوق کھینچ لایا — خود بن گئی اپنی رہنما ھم

کیا تجکو کہینگی سخت جانی
گر ہو گئی ہجر مین فنا ہم

یہ لذتِ درد ہے کہ تا حشر
خالق سی نہ مانگین گی شفا ہم

لپٹا جو مین اور ڈھب سی بولی
دیکھو ہو جائینگی خفا ہم

جب کچہ نہ بنی تو بیٹھی بیٹھی
تجھپر ہوی جی سی مبتلا ہم

اب فکر ہی سو طرح کی نواب
کرنی کو تو کر چلے گلا ہم

۱۷

حکایت مری رشک کی گر سنو تم
تو غیرونکو گھر مین بٹھنی نہ دو تم

بڑی سنگدل سخت بے رحم ہو تم
خدا جانی کیا کچہ کروگے تو تم

خفا ہو کی کہنا وہ وصلت مین تیرا
جو چھیڑو تو پیٹو مرجاین کو تم

جو ہی خوف رسوائی اسدرجہ تمکو — تو درپردہ ہی میری عاشق بنو تم

پی قتل کافی ہی روزِ جدائی — یہ الزام تو اپنے ذمی نہ لو تم

یقین آی جب نہی چاہت کا میری — مرا خطِ تقدیر بھی گر پڑہو تم

اوٹھالی خدا اوسکو جو کوئی ستیے — کہی وقت آخر کہ بس اب اوٹھو تم

بہلا دیکھو تو کیا وہ کہتا ہی تمکو — کبھی غیر کی رونی پر بھی ہنسو تم

جو ظاہر مین ملتی نہین روز آکر — کبھی تو چہپی چوری ہمسی ملو تم

رقیبونسی ہر دم یہ ہنس ہنسکی باتین — نہ مجھسی ڈرو تو خدا سی ڈرو تم

مجھی منع کرتی ہو رونیسی غم مین — بھلا ہمدمو کیسی نادان ہو تم

جو چاہا ہی اوسکو تو اب حضرتِ دل — قیامت تک ایسی ہی صدمی سہو تم

قلم مجھسی اوٹھتا نہین ہمنشینو
اوسی میری جانب سی نامہ لکھو تم

یہ جی چاہتا ہی کہ جبتک جیئین مین
نہ اک لحظہ پہلو سی میری ہٹو تم

نہ دیکھی تمھین کوئی پھر حشر تک بھی
اگر دل کی پردی مین آکر چھپو تم

ہمین سی ہی نواب ساری کہانی
کبھی اوس سی بھی دردِ دل کچھ کہو تم

۷۳

گر یہ سمجھین قید سی ہو جائینگی آزاد ہم
توڑین اک دم مین قفس کی تیلیان صیاد ہم

لاتی ہین اوسکی گلی مین جنتِ شداد ہم
زاہدو لو دیتی ہین تمکو مبارکباد ہم

ساری منہ دیکھی کی باتین ہین یہ مر نیکی بعد
بھولکر بھی تمکو آئینگی نہ ہرگز یاد ہم

خاک اوڑائی لاکہ لیکن وہ نہ آیا راہ پر
ہای اس امید ہی مین ہو گئی برباد ہم

ظلم کی ہاتھون غمِ فرقت مین اتنو مرمٹی
فائدہ کیا گر کرین بھی شکوۂ بیداد ہم

آنہ جائی حرفِ دعوای وفا پر حشر مین
گر نہین سکتی خدا سی بھی تری فریاد ہم

جو دلِ غمگین نہو خوش خلد کو بھی دیکھکر
اوسکو رکھین ایفلک پہلو مین کیونکر شاد ہم

اپنی دل ہی سی ہمین ایذا ہی تو نازان نہو
تجھسی بھی کہتی ہین بڑہکر اک ستم ایجاد ہم

حسنِ شیرین نی نہ مارا تو شہادت کی لیی
مانگ لینگی ایک دم کو تیشۂ فرہاد ہم

رشکِ دشمن گر نچھوڑیگا ترے کوچی مین تو
کوئی ویرانہ کرینگی جا کی پھر آباد ہم

سینی مین سرکہ لین ذرا دل کو تسلی کی لیی
کہا نہ جائینگی تری نشتر کو ای فصاد ہم

گر نہین ہی خرچ تو خمّار کی دُکان پر
جا کی رہین گی گروِ سجادۂ زہاد ہم

کچہ بھی ای نواب تسکینِ دلِ مضطر نہو

حشر تک تڑپین جو زیر خنجر جلاد ہم

۶۲

جب کبھی دیکھتی ہین زلف گرہگیر کو ہم
یاد کرتی ہین بہت صانع تقدیر کو ہم

جان کر ڈہونڈہتی ہی ڈہونڈہتی مرجائیگا
اسطرح دل مین چھپا لینگی تری تیر کو ہم

آہ کرنیسی وہ ملجای توای رب قدیر
مانگین تجھسی بھی نہ ہرگز کبھی تاثیر کو ہم

حالت جوش جنون مین بھی کام آتی ہی
دوست رکھتی ہین اسیواسطی زنجیر کو ہم

جب ستاتا ہی بہت درد جدائی دل کو
پیار کر لیتی ہین اوٹھکر تری تصویر کو ہم

رحم فرمای کبھی کاتب قدرت شاید
ایسی روتی ہین اک عمر سی تقدیر کو ہم

اوسکی دل مین تو اثر ہی نہین کرتا ثاقب
کیا کرین لیکی بہلا نالہ شبگیر کو ہم

ردیفِ نون

۴۴

نئی ڈھب سی تڑپتا ہی دلِ بیمار پہلو مین — مقرر آج بیٹھی ہین وہان اغیار پہلو مین

جگر دل سب لہو ہو کر بھی قسمت مین آنکھو نسی — مگر ہان داغِ حسرت رہگئی دو چار پہلو مین

قسم کہانیکی قابل ہین نصیب اون خوش نصیبو نکی — رہین دل کیطرح جنکی پری رخسار پہلو مین

وہان فرہاد کی سر پر اگر ہی زخم تیشی کا — یہان ہین ابروونکی زخمِ دہندار پہلو مین

شکستِ دل سی گر انکار ہی تمکو تو حاضر ہین — گواہی کی لیے دو گیسوئے خمدار پہلو مین

تمہارا دل ہی قابو مین نہین ہی خوفِ اعدا سے — اوٹھو کیون بت بنی بیٹھی ہو تم بیکار پہلو مین

مری دل کی تڑپ اکثر ہلا دیتی ہی گردون کو — شبِ وصل ای قمر رہنا ذرا ہشیار پہلو مین

ستمگر کیسی کیسی تو نی دنیا مین بنائی ہین — ستم سہنی کو یارب دل بھی دی دو چار پہلو مین

قیامت مین شہادت کی لیے آب نو مینی ہی
لگا رکہی ہین کتنی زخمِ دامندار پہلو مین

قیامت گر شبِ فرقت سی ہمسر ہو تو مین جانون
٥٠ کہان ہماری شب اکدم کی برابر ہو تو مین جانون

الہی یون تو ہوتا ہی رہیگا اپنی وعدی پر
جو میری ہجر کی شب روزِ محشر ہو تو مین جانون

بتاے گا مجھی کوئی زمانی مین تو کیا یار
تری درگہ مین بھی اوس سا ستمگر ہو تو مین جانون

منجم جھوٹ ہی معشوق کا ملنا کہ فرقت مین
اجل تک بھی اگر مجکو میسر ہو تو مین جانون

مین آؤن حشر تو نسی دیکھتا تمکو سوِ مقتل
تمہاری ہاتہ مین اوسدم بھی خنجر ہو تو مین جانون

بچا لی گر وہ اعجازِ تکلم اسکو تم جانو
مگر یون رنج مین اب جان بر ہو تو مین جانون

٧٧

نازو انداز جو تیری شبِ وصلت دیکھون | خلد مین پھر نہ کبھی حور کی صورت دیکھون
اوسکی منّت کی لیی غیر کی تربت دیکھون | ہای یہ صدمہ فلک تیری بدولت دیکھون
سیر ہو حشر مین جب داورِ محشر پوچھی | حالِ دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون
دلِ گم گشتہ کو سو بار مین ڈھونڈھون ہمدم | اوسکی گیسو مین اگر کوئی علامت دیکھون
ابتو دعوی ہی بہت حضرتِ واعظ لیکن | دیکھی وہ نازسی پھر آپکی عصمت دیکھون
امتحاناً تو ذرا قتل کرو دشمن کو | پھر بھی رہتا ہی مجھی شوقِ شہادت دیکھون
دیکھنی آئی تو ہو مجکو مگر رشک سی مین | ہای کن آنکھون سی تمکو دمِ رحلت دیکھون
فتنہ پرداز وہ معشوق عطا کر یارب | کہ جہان جائی وہان تک قیامت دیکھون
اذن محبوب سی جاؤنگا وہان بھی واعظ | وہ نہین ہون کہ تری کہنی سی جنت دیکھون

ہمد موحدین کی اپنی ہین کرون فکرین
کوئی دم عشق کی ہاتھونسی جو راحت دیکھون

غیر کی چاہ بہت آپکو ہی سنتا ہون
وہ مجھی چاہی تو پھر آپکی چاہت دیکھون

جبسی دیکھی ہون تری وصل کی دن مدت تک
ہای اون آنکھونسی طولِ شبِ فرقت دیکھون

جل کی ہو خاک کہین سوزِ الم سی تو اب
روز کبتک تری نوحونسی قیامت دیکھون

ایسی تو بیخودی نہین ہوتی شراب مین
،، کیا تمنی میری بخت کو دیکھا ہی خواب مین

لطف و کرم کی محو ہوئین ساری لذتین
ایسا مزہ ملا ستمِ بیحساب مین

قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سی
میرا ہی نامہ بھیجتی ہین وہ جواب مین

جب پیار اختلاط مین دیتی ہین گالیان
کیا جانئین کیا کہینگی وہ مجکو عتاب مین

اللہ رے تابِ عارضِ مہوش کہ وقتِ وصل
بجلی سی کوند جاتی تھی ہر دم نقاب مین

ہر رونگٹی سی آتی ہی آوازِ شکر کی
لذت ملی ہی یہ شبِ غم کی عذاب مین

تمکو پسند کرتی ہین سب شاہدون مین ہم
زخمی نکالو اب بھی تو کچھ انتخاب مین

پامال کرکی خلد کو صحرا بنا دیا
وحشت بھری تھی یہ دلِ خانہ خراب مین

زاہد کبھی ہوی کبھی ہم محتسب بنے
کیا کیا پڑی ثواب کی ہاتھون عذاب مین

پوچھو تو کوئی بات مری ڈھب کی مجھسی تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

مارا سرورِ وصل نی تو ہی سزا مری
نکلی نہ جان کیون شبِ غم کی عذاب مین

کیا جانی کیا کہینگی وہ شوخی کی رو سے
دیکھا جو وقتِ وصل مجھی اضطراب مین

گردش مین ڈال میری بھی قسمت کو اے فلک
کیا فائدہ جو تو ہی رہا انقلاب مین

نواب شکرِ عشق بتان مین مجھسی پوچھ
جو کچھ کہا ہی مینی خدا کی جناب مین

دہوم ہی حسرتونکی ہر دل مین — کون آتا ہی آج محفل مین
پاس سی مر چلی تھی ہم لیکن — آگئی جان کوی قاتل مین
ساری شوخی تم اپنی بہول گئی — وہ تماشا تھا رقصِ بسمل مین
نہین معلوم کیا ہوا جو آج — ہوک سی اوٹہ رہی ہی کچہ دل مین
لطف آبِ حیات کا پایا — تلخیِ ہجر سی ہلاہل مین
کیون مری دل کو پوچھتی ہو تم — مجھسی پوچھو جو ہی مری دل مین
نامہ بر راہ مین ہی اور یہان — خاک اوڑتی ہی پہلی منزل مین

حسرتین وصل کی ہماری بعد	رہین گی ہای کونسی دل مین

وہی کافر نہو کہین لیلی

دیکھ نواب جا کی محمل مین

۷۹

ہلی کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین برسون
کہ نالونسی مری کانپا کیا عرش برین برسون

بہلا کیا خاک سوئی چین سی وہ کنج مرقد مین
رہا ہو جسکی سر کا تکیہ دوش نازنین برسون

تری صورت کا نقشہ جب کبہی کہنچ جائیگا پورا
تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین برسون

عجب حسرتسی دیکہا ہی سو جانان دم آخر
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین برسون

نہ ہنسی میری رونی پر یہ وہ آفت کا رونا ہے
کہ جسکو دیکہکر رویا کیی روح الامین برسون

اوڑائین دہجیان ہاتہون نے اوسکی جوش وحشت مین
رہی تہی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

کیا عشقِ کمر نی بی نشان ایسا نہ پاینگی
عدم مین بھی اگر ڈھونڈہینگی مجکو ہمنشین برسون

رفاقت لذتِ زخمِ جگر تیری مین جب جانون
کہ مرقد مین بھی میری منہ سی نکلی آفرین برسون

ہوی ہونگی کسی سی وصل کی اقرار بھی شاید
رہی ہمسی تو اوس بیرحم کافر کی نہین برسون

نصیبون مین جو لکھی ہی بُرائی وہ نجائیگی
اگر رگڑونگا در پر کعبی کی نقشِ جبین برسون

اسیرِ دامِ گیسو دل ہوا تو مین بھی وحشت سی
نچھوڑونگا کبھی ہاتھونسی زلفِ عنبرین برسون

اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر
نجائینگی تمہاری در سی دم بھر بھی کہین برسون

تری کوچی مین ہی مدت سی ہمپر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنی دیکھا ہی یہین برسون

جفا سی اوسکی ٹھہر گیا نہ ای نوح اب کوئی بھی
رہینگی دیکھہ لینا کوہی جانان مین ہمین برسون

۸۰

بہار آئی کھلی گل بلبلین بھرتی ہین گلشن مین / ذرا تو بھی خدا کی واسطی آ میری مسکن مین

چمک بڑہ جائیگی افشانسی ایسی وہی روشن مین / کہ فورًا آگ لگ اوٹھی گی ساری دست ایمن مین

قیامت تک نہو گا یہ اثر فریاد دشمن مین / ترا آنچین ہونا منحصر ہی میری شیون مین

دیی ہوتی مجھی ای چرخ تو کچہ کام بھی چلتا / عبث سب فتنی تو نی بھر دیی ہین اوسکی چتون مین

گئی ہین ایسی ناکامی سی ہم اوس بت کی کوچی سی / رہیگا ذکر جسکا حشر تک ہر کو وبرزن مین

نہین کچہ ایک غمزہ قتل عاشق کی لیی ظالم / ہزارون ناز ہین آفت کی تیری چشم پرفن مین

مری زخمونکی کیون ہی فکر تجکو چارہ گر ہر دم / بھری ہین معجزی عیسی کی کیا کچہ نوک سوزن مین

ڈھلا جاتا ہی نمکا میری دن کا جو ای ہمدم / پڑی ہین دشمنونکی ہاتہ شاید اوسکی گردن مین

نہ اکی شان ہمتو خط لکھین کس شوق سی تجکو / نہ دیکھو آنکہ سی تم رکھدو دیوارونکی روزن مین

قصور ایسا ہوا تھا کونسا جسکی عوض یارب
بھری ہی آگ سوز دل سی تونی میری بدن مین

رخ انور نہین دیکھا ہی تیرا ورنہ محشر تک
نہوتا کوئی بھی جھگڑا کبھی شیخ و برہمن مین

گلونسی شاد ہون نالونسی پر بلبل جلاتی ہے
الہی آگ لگ جائی فقط انکی نشیمن مین

عجب پردی مین لذت ہاتہ آتی دستبوسی کی
مرا دل بھی جو ہوتا موتیونکی ساتہ سیمتن مین

نہ چھیڑا ای خار صحرا تو نہ دامنگیر ہو میرا
بھری ہین لخت دل کن مجنونسی ہی دامن مین

رہا یوہین دل بیتاب پہلو مین تو محشر تک
قیامت کا رہیگا زلزلہ ہر وقت مدفن مین

تعجب کیا جو وصل یار کی نواب کو دہن ہے
خیال خام بندہ جاتی ہین یوہین دلکی الجھن مین

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون ۸۱ تم میری بس مین ہو تو خدا جانی کیا کرون

کہتی ہین بعدِ حشر کوئی دن بتایئے
تو وصل کا ہین آپ سی وعدہ وفا کرون

تعریف عشقِ غیر کی میری مذمتین
انصاف کر یہ باتین ہین کبتک سنا کرون

سو ظلم ہمپر اب تو ہین پر کچھ بھی یاد ہے
کہنا وہ بیکسی ہین کہ اللہ کیا کرون

تعزیر دیجیی مجھی اوسدم کہ جب جفا
بہولی سی بھی کبھی ہین خیالِ وفا کرون

دل ہین بھری ہوئی ہین ہزارون ہی حسرتین
کس کس کی واسطی ہین الٰہی دعا کرون

گر وصل ہو تو لاکھ طرح کی ہون مشغلے
یہ تو بتا و ہجر ہین ہین کیا کیا کرون

اوس بیوفا سی لاگ ہی اسکا علاج کیا
نواب گر مرض ہو تو اوسکی دوا کرون

تذکرہ سنکر تمہارا میری دم مین دم نہین
سچ ہی شہرہ حسن کا ذکرِ اجل سی کم نہین

سیکڑون عالم ہین معشوقانِ عالم مین مگر — پیار کرتی ہین جسی ہم ہای وہ عالم نہین
گو نہ آو تم مگر ہم یاد ہی سی شاد ہین — بیکسی مین اس سی بہتر مونس و ہمدم نہین
گر کسی سی تم نہین لپٹی شبِ وصلت تو کیون — پرزی کرتی کی اوڑی ہین سینی پر محرم نہین
مر گئی کیا نوحہ گر یا ذکر تیرا آگیا — آج کیون اہلِ عزا مین شورشِ ماتم نہین
غم نہو تیرا جسی کیونکر ہو اوسکی زندگی — کاہشِ جانکی لیی اس سی زیادہ غم نہین
اشکِ دشمن سی نہ گھبراو کہ اپنی ہجر مین — تمنی دیکھا تھا جنہین وہ دیدۂ پرنم نہین
کیون ترا احسان اوٹھاؤن مفت مین چاہ ای رہ گر — ہاتہ ٹوٹی ہین مری دنیا مین یا مرہم نہین
ہو شمین آ دستِ ساقی سی سمجھکر جام لے — می ہی ای زاہد یہ آبِ کوثر و زمزم نہین
میری فریاد و فغان سنتی ہی محفل کی سوا — کونسی وہ بزم ہی جو برہم و درہم نہین

آفتابِ حسن کیا آنکھین دکھاتا ہی نہین
ہین یہ آنسو عاشقون کی قطرۂ شبنم نہین

رشکِ دشمن رنجِ فرقت دردِ پہلو سوزِ دل
گر یہی ہین عشق مین صدمی تو اکدن ہم نہین

کیون نہ کہینچون حشر مین نواب حق کی رو برو
آنچل اوس کافر کا ہی کچھ دامنِ مریم نہین

٨٣

جسکو دیکھا وہ آشنا ہی نہین
کیا زمانی مین باوفا ہی نہین

جا کسی اور جا اثر کہ یہان
یاس سی دل مین کچھ رہا ہی نہین

ہمتو افسوس کہہ چکی کیا کیا
پر وہ کہتی ہین کچھ سُنا ہی نہین

کیون زمانی مین حشر آیا ہے
حالِ دل مینی تو کہا ہی نہین

تو تو کہتا ہی نامہ بر سب کچھ
مگر اوسنی تو کچھ لکھا ہی نہین

روزِ محشر کی شام ہی لیکن　　شبِ فرقت کی انتہا ہی نہین

تم منافق ہو کسکو ای نواب
وہ تو کہتی ہین ہم خفا ہی نہین

۸۴

بعدِ مدت جو کچھ کہا تو نہین　　دلربائی کی یہ ادا تو نہین

غیر سی پوچھتا ہون ہای ری شوق　　وصل کی شب اوسی حیا تو نہین

ناز پر تیری پس گیا ہی کیون　　دل مرا ہی یہ کچھ حنا تو نہین

شوخ ہی رنگ گو زمانی کا　　تجھسا چالاک و دلربا تو نہین

ایسی بوسی میری ہی مُنہ کی　　اسمین نقصان آپکا تو نہین

تیری ہی راہ مین رہینگی مدام　　ہم ہین ہرچند کچھ رہا تو نہین

اشک سرخ اسقدر نہین ہوتی　　یہ کسی شوخ کی حنا تو نہین

آہ ہی نارسا تو میری ہی
یہ تری کاکل رسا تو نہین

حرف آئی گا کیون محبت پر
خط کا لکھنا تجھی خطا تو نہین

ہجر مین بھی خیال ہی تیرا
شکر ہی دلسی تو جدا تو نہین

نامہ بر سچ بتا خدا کی لیی
اوسنی خط غیر کا لیا تو نہین

نہ سہی باوفا بہت نہ سہی
دل مرا تمسا بیوفا تو نہین

کیون خفا ہو جو اشک بھر آئی
خونِ دل آنکہ سی بہا تو نہین

در پر اوسکی لحد بنی تو بنی
شکر ہی غیر جبہہ سا تو نہین

دل لیا اوسکی نازنی ناصح
اسمین کوئی مری خطا تو نہین

خوف واعظ سی اسقدر تو بات

بنو پرورہ کچہ خدا تو نہین

۸۵

کیونکر کہون کہ طاقتِ ضبطِ فغان نہین
ہی تو مگر موافقِ جورِ بتان نہین

آنکھین ہی گر نہون تو اسی کیا کری کوئی
ورنہ تری صفات کا جلوہ کہان نہین

ہوتی ہی رات وصل کی جس گھر مین الخدا
اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین

جی بھر کی ناز کر کہ اوٹھا لینگی جان پر
اتنی تو تیری ہجر مین ہم ناتوان نہین

گھونگھٹ سی مُنہ تو کھولو دمِ وصل خیر ہی
چہرہ ہی چاند سا کوئی رازِ نہان نہین

اس ظلم پر تو چرخ کی بیداد ہی یہ کچھ
اللہ کا ہی شکر کہ تو مہربان نہین

حیرت کی وہ تو پوچھتی ہین جو اور مین
خاموش اسطرح ہون کہ گویا زبان نہین

دو فقرون مین مٹا دیہی دلسی گلی ہزار
پھر بھی کہوگی مجھسی کہ مین خوش بیان نہین

١٢٠

گھر مین عدو کی دیکھی تجکو مین شرم سے | کبتک یہ جہوٹ بولون کہ وہ تو یہان نہین

کس مشغلی سی ہو گی تسلی کہ خلد مین | سر پہوڑنیکو ہای ترا آستان نہین

وصلت سی باز رکھنی کو آخر حیا تو ہے | کیونکر کہون کہ کوئی ترا پاسبان نہین

آنکھین نہ بند کیجیی سنیی جو مین کہون | حالِ غمِ فراق ہی کچھ داستان نہین

کس کس طرح ستاتی ہین ہمکو یہ ای خدا | کیا تیری گھر مین کوئی سزای بتان نہین

نواب یار آتا ہی مقتل مین قتل کو
کمبخت اسکو سنکی بھی تو شادمان نہین

کیا میری دل کو دیکھتی پھرتی ہو راہ مین | ٨٦ | اسکو تو ڈھونڈھو اپنی ہی زلفِ سیاہ مین

یارب ملی مجھی کو پیمبر کی واسطے | جتنا ہو دردِ عشق ترے بارگاہ مین

لاکھون کو قتل کرتی ہی دم بھر مین بیگناہ
یہ تیز یان فقط ہین تمہاری نگاہ مین

اتنی دعائین مانگین عدو نی کہ چھن گیا
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ مین

تو ای سپہر کجروی اپنی نہ چھوڑنا
ہر چند خاک ہوگئی ہم اوسکی راہ مین

از بسکہ تکیہ ہی تری لطفِ عمیم پر
جلوہ ثواب کا ہی مری ہر گناہ مین

واعظ کو دیکھنا کہ دلاتا ہی مجکو یاد
نواب میکشی کی مری خانقاہ مین

۸۷

جب کبھی بھولی سی وہ نام مرا لیتی ہین
اونگلیان دانتون مین اغیار دبا لیتی ہین

تذکرہ میرا تری سامنی کچھ بات بھی ہی
یار بہلانی کو اک بات بنا لیتی ہین

خواب مین بھی جو طلب کرتی ہین تو شوخی سی
مجھ سی پہلی وہ رقیبونکو بلا لیتی ہین

یاد کرکی تری وصلت کی دعائین ہم بہی
کیسا کیسا شبِ ہجران مین مزا لیتی ہین

کسکی کوچی کی پڑی خاک مری پاؤن پر
کہ قدم میری مری راہنما لیتی ہین

آنکہ لڑ جاتی ہی جب مجھسی تو اللہ ری حجاب
نازسی ہاتہ مین آئینہ اوٹھا لیتی ہین

دلکی جانی کا عبث ہی تجہی صدمہ ناصح
ہم خدا جانی یہ دیکر اوسی کیا لیتی ہین

شرم اگلی سی نہین ساری زمانی کیطرح
وہ بہی اب نام مرا نامِ خدا لیتی ہین

کیا ہوا گر مجہی قاصد نہین دیتی ہین جواب
پرزی نامی کی تو رستی سی اوٹہا لیتی ہین

عاشقونکو نہ ستا بہرِ خدا ای ظالم
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتی ہین

رازِ دل ہای کہی کون کہ وہ تو مجہسی
اپنا اوبہرا ہوا جوبن بہی چہپا لیتی ہین

بہیجتا ہون جسی اپنا مین سمجہکر تو اوسی
دو ہی باتون مین وہ دم دیکی ملا لیتی ہین

مثلِ زنجیر قدم ہو نہیں اگر ملجائین ‌ ‌ ‌ تیری گیسوہی جو دل اپنا بچالیتی ہین

جب کہالیتی ہین الفت عوضِ جان تو آپ
ہنسکی کہنی لگی جی مینی سُنالیتی ہین

۸۸

مزہ پایا ہی یہ اوسکی جفا مین ‌ ‌ ‌ کہ اب لذت نہین ملتی وفا مین

اولجھکر عشقِ گیسوی رسا مین ‌ ‌ ‌ الٰہی پڑگئی ھم کس بلا مین

فنا کی بعد اثر آیا دعا مین ‌ ‌ ‌ کہ وہ آئی مری بزم عزا مین

یہ کسکی زلف سی اولجھی ہی جو آج ‌ ‌ ‌ بھری ہین شوخیان بادِ صبا مین

مجھی اُٹھا تو ای خالق بتا دی ‌ ‌ ‌ ملیگا کیا شبِ غم کی جزا مین

نہین ہی تمکو چاہت دلکی تو پھر ‌ ‌ ‌ چھپا رکہا ہی کیون لفِ دوتا مین

ادا سی کوئی بت آئی تو ناصح
کلیجا اپنا ہم کیونکر نہ تھامین

کہاں مہندی مین ایسی شوخ رنگت
لہو میرا ملا شاید حنا مین

نہین اک چال ہی سی شورِ محشر
قیامت کی ہین فتنی ہر ادا مین

بلا نازل ہوئی تھی کونسی کل
کہ تھا اک غل مری ماتم سرا مین

غمِ فرقت مین اب رونی سی حاصل
نہ آیا سوچ اسکا ابتدا مین

گلی مین اوس پری کی وای قسمت
چبھی کانٹی تو پای رہنما مین

بہت مرغوب ہی اوس بت کو نوات
کوئی خوبی تو ہی شرم و حیا مین

جو لوگ بہول کی بھی تیری در کو دیکھتی ہین
تو یاد کر کی وہین میری گھر کو دیکھتی ہین

بناؤ شب کی تو سب روز دیکھتی ہین مگر ۔ ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتی ہین
مجھی یہ ڈر ہی کہ افشای راز ہو نہ کہین ۔ بری نگاہونسی سب چشم تر کو دیکھتی ہین
تمہاری ہرزہ مزاجی کو کچہ نہین کہتی ۔ مری ہی جذبۂ دل کی اثر کو دیکھتی ہین
یہ جانتی ہین کہ قاصد اودہر سی لایا خط ۔ کبھی جو آتی کسی نامہ بر کو دیکھتی ہین
گئی ہین غیر کی گہر شام سی وہ ای فریاد ۔ ذرا ہم آج تری بھی اثر کو دیکھتی ہین
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم ۔ نگاہ یاس سی اوس فتنہ گر کو دیکھتی ہین
عبث یہ کہتی ہو تمسی خفا نہین ہوں مین ۔ نہ جہوٹ بولو کہ ہم تو نظر کو دیکھتی ہین
جو سوچتی ہین تری عشق کو تو حیرت سے ۔ کبھی تو دل کو کبھی ہم جگر کو دیکھتی ہین

عدم کی کرتا ہون تعریف جب کبھی نواب

تو کس ادا سی وہ اپنی کمر کو دیکھتی ہین

۹۰

نالونسی کیا زبان مری آشنا نہین | عالم مین جو کہین بھی ہجومِ بلا نہین

مین وصل مین لحاظ سی کچہ بولتا نہین | وہ جانتی ہین دل مین کوئی مدعا نہین

حورین بھی ہین بشر بھی ہین پریان بھی ہین مگر | میری ہی واسطی تری محفل مین جا نہین

دل لینی سی نہ ڈر تری بیداد کی قسم | اس جرم کی خدا کی یہان بھی سزا نہین

مرنی کی اوسنی لی ہی قسم مجھسی ہجر مین | افسوس اب تو موت کا بھی آسرا نہین

کیونکر کہون کہ صبر و سکون عشق نی لیے | دل مین تو میری کوئی تمہاری سوا نہین

قائم مقام میرا تو ہی غیر بھی وہان | مین کیا کرون کہ تمسا یہان دوسرا نہین

یہ اضطرابِ قتل فراموش ہو تو ہو | پر یاس کی نگاہ مری بھولنا نہین

کیون دل کو اشتیاق ہی ہر لحظہ صبح کا
شام شبِ فراق مین کیا کچہ مزا نہین

باتین ہی ایسی کین کہ ہمین پیار آگیا
یہ آپ کی خطا ہی ہماری خطا نہین

ممنون ہون مین جذبۂ دل کا شبِ وصال
احسان مجہپہ اسمین تو کچہ آپکا نہین

بیچین عمر بھر رہی ہم ای فشارِ گور
بس بس کہ امتحان کا اب حوصلا نہین

انکار مین وصال کی کچہ لطف اور ہی
کہنی کو یون تو کہتی ہین وہ بار ہا نہین

نا آشنا جو دل کو مری کہہ رہی ہو تم
سچ ہی مگر تمہاری طرح بیوفا نہین

سمجہا کی لی تو آیا اوسی نامہ بر یہان
شکوی نہین کیے تو کچہ اسکا گلا نہین

نواب ظالمون سی ترحم کی آرزو
تم بھی وہ چاہتی ہو جو پیدا ہوا نہین

۹۱

ناصح اگر نہ دیکھون کبھی اوسکی در کو مین
انصاف کر کہ جاؤن پھر آخر کدہر کو مین

دعوی بہت بڑا ہی تجہی اپنی چاند پر
چاہونگا ضد سی تیری فلک اوس قمر کو مین

وصلت کی رات حق سی بھی ہی میری دعا
ہو حشر بھی تو شبکو نہ دیکھون سحر کو مین

مین مٹگیا مگر مری خواہش نہین مٹی
ڈہونڈہا کیا عدم مین بھی تیری کمر کو مین

آیا یہ کام داغِ محبت کی چار گر
کیونکر نہ بخشا نون جان سی بڑہکر جگر کو مین

وہ رنگ اس سی وصل کا بگڑا کہ کیا کہون
یارب نہ روزِ حشر بھی دیکھون سحر کو مین

اوسکی جفائین دیکہکی حیرت سی بار بار
نواب یاد کرتا ہون تیری جگر کو مین

ردیف واو

پھر خدا جانی ملی کب درِ جانان مجکو — دیکہ لینی دی ذرا دین گریبان مجکو

مین بھی ہنستا ہون بہت آپکی دانائی پر — آپ ہنس ہنسکی بناتی ہین جو نادان مجکو

کی بتونکی یہ پرستش کہ بنا صورتِ بت — ہای پھر بھی تو سمجھتی ہین مسلمان مجکو

خاک دیکھونگا شبِ وصل کہ قسمت سی مری — موت کا بھی نظر آتا نہین سامان مجکو

یار آتا ہی تصدق کی لیی ای واعظ — دی ذرا بھر خدا اپنا بھی ایمان مجکو

پھر بھی آنکھون مین رہونگا مین نظر کی صورت — تیری گھر سی جو نکالین گی نگہبان مجکو

وصلِ دشمن مین رنگی ہاتہ لہو سی میری — اور اولٹا وہ جتاتی ہین پھر احسان مجکو

تمنی ارمان مری دلکی جو مجھسی پوچھی — کیا بتاؤن نرہا کوئی اب ارمان مجکو

کوئی یہ خوشخبری جاکی کہی غیرون سی — لو مبارک کہ بناتی ہین وہ دربان مجکو

سجدۂ شکر کیے اوسکی وہین سو سو بار — دل مین جبدم نظر آیا ترا پیکان مجکو

غیر کی وصل کا اوسدن مجھی آئی گا یقین — پیار کر لوگی کسی دن جو مری جان مجکو

اور کی دشمن ہی کی آنکھو نہین پڑونگا ہمدم — خاک کر دی گی اگر گردشِ دوران مجکو

وہ اوٹھائی ہین مزی ہجرِ صنم مین نواب
کہ نہین وصل کی خواہش شبِ ہجران مجکو

۹۳

جانتا ہون روزِ محشر سی بھی بڑھکر رات کو — پھر دعا مانگو نہین ای نواب کیونکر رات کو

دن بنا تھا حشر کا لیکن مری فریاد سی — تیری کوچی مین ہوا کرتا ہی محشر رات کو

کیا خبر تھی غیر آئی گا اسی حیلی سی صبح — ورنہ ہم خود ہی مٹاتی نقشِ بستر رات کو

ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجھی یاد آگیا — ہای وہ آنا کسیکا روز چھپکر رات کو

دلکی آنی مین جو سو حیلی حوالی کرتی ہین — آچکی وہ اپنی وعدی پر مقرر رات کو

صبح تک اونسا ستمگر بھی منایا ہی کیا — مینی بھر خودکشی کھینچا جو خنجر رات کو

اونی جب ہنسکر رقیبونکو دیی جام شراب
رہگئی حسرت سی ہم نواب روکر رات کو

۹۴

مزہ کیا نیند آنیکا ہی ہمسی نیمجانون کو — الہی خواب راحت آی اوسکی پاسبانون کو

جفا جو کچہ تو کم ہون ایسی روز سخت مین یارب — بنانا پھر نہ محشر مین مٹا کر آسمانون کو

کچہ اس لذت سی مین تڑپا دمِ آخر کہ برسون تک — رہی جن و ملک بھی پیٹتی سب اپنی جانون کو

ذرا نادانیان دیکھی کوئی ان چارہ سازون کی — مٹاتی ہین جگر سی اوسکی خنجر کی نشانون کو

قفس مین جب کبھی مرجائین ہم صیاد تو ظالم — تبرک جانکر رکھنا ہماری استخوانون کو

سوالِ وصل آیا ہی کمالِ شوق سی تک تک	نکالو دل سی اسدم یاد کر کی سب بہانون کو
برابر رات دن روتی ہین پر دل بہت نہین جاتا	دیی ہین حق نی پتہر کی کلیجی نوحہ خوانون کو
جہان اوس حسنِ عالم سوز کا ہوتا ہی کچہ چرچا	گواہی کی لیی لاتی ہین میری استخوانون کو

عبث شیدا ہوی نواب تم پیرانہ سالی مین
سنا ہی عشق تو ہوتا ہی اکثر نوجوانون کو

۴۵

تا فرصت انتظار سی پہر عمر بہر نہو	قاصد وہ بہیجیی جسی اپنی خبر نہو
کیونکر کہون کہ لطف کبہی غیر پر نہو	ہو بہی تو گاہ گاہ مگر اسقدر نہو
جب وصل ہو نصیب کسی خستہ جان کو	اوس شب کی تا قیامت الہی سحر نہو
ای نہ فرق سنگدلی مین تری کہین	نالی بہی سب کیجیی وہ کہ جن مین اثر نہو

سنتی ہین خلد مین ہی بہت دہوم دہام آج
بسمل کا تیری دہر سی عزمِ سفر نہو

رونیسی میری تیری اداؤنسی بزم مین
کوئی نہین جو ہاتہون سی تہامی جگر نہو

افسوس اپنی جی سی بہلائی اوسی کو تو
جس دل کو تیری یاد مین اپنی خبر نہو

ساتون فلک کی ٹکڑی اوڑین تو اوڑین مگر
فریادِ غیر دل مین تری کارگر نہو

دل کو نہین قرار جو پہلو مین ایکدم
پلٹا کہین اودہر سی مرا نامہ بر نہو

کیا سیر ہو جو غیر سی وعدہ ہو وصل کا
ڈہونڈہی وہ صبح تک تجہی تو اپنی گہر نہو

جور و عتاب کیون نسہین ہم ہزار بار
لطف و کرم سی بہی جو اوسی درگذر نہو

مجکو ہی یاد وصل مین ڈر ڈر کی نازسے
کہنا ترا کہ دیکہہ کسیکو خبر نہو

سب لوگ جسکو داورِ محشر سمجہتی ہین
مجکو یہ خوف ہی کہ وہی فتنہ گر نہو

ذوقِ تپش مین چین کہان دلکو چارہ گر
جبتک کہ سینی مین خلشِ نیشتر نہو

یارب مرا شریک ہو جس صدمی مین رقیب
اوس مین مزہ نہو جو مری جان پر نہو

رکھاہی اوسنی سوگ عدو کا تو ہمنشین
اس ڈھب سی رویی کہ پلک تک بہی تر نہو

وہ دیکھتی ہین سیٹھی نگاہونسی اور مین
ڈرتا ہون کوئی فتنہ تو مدنظر نہو

دشمن کہین نہ رشک شہادت سی جان دی
یون قتل ہون کہ قتل مرا مشتہر نہو

گھل گھل کی غیر کاہش غمسی خلی اگر
تارِ نگاہ ہو مگر اوسکی کمر نہو

شہرت تمہاری جور و ستم کی ہو کسطرح
تشہیر میری لاش اگر دربدر نہو

نواب روزِ حشر خدا سی شکایتین
اتنا بھی کوئی عشقِ بتان مین نڈر نہو

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سی خلقت کو | تو اوٹھیگا جنازہ اوسکی بسمل کا قیامت کو

نشانی ہی یہ اوسکی حسنِ عالم سوز کی ناصح | جگہ کیونکر ندون مثل نظر آنکھون مین حیرت کو

نہ تھی صبحِ ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز | کہ میری ہِی لیی پیدا کیا ہی شامِ فرقت کو

اداسی دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنی | یہی تعزیر کافی ہی تری مجنونکی وحشت کو

ہزارون ایسی ہنگامی یہان ہر روز ہوتی ہین | قیامت سی بھلا تشبیہ کیا دون تیری قامت کو

نئی سر سی عروسِ بزمِ آفرینش آئی دنیا مین | تو بدلون بختِ دشمن سی الٰہی اپنی قسمت کو

وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی | تو کس کس یاس سی مین دیکھتا ہون اوسکی صورت کو

نگہ پڑتی ہی نواب اوس پری پر ہوگئی حیران
بڑی دعوی سی حضرت آج آئی تھی شکایت کو

۹۷

تجھسی دمِ عتاب وہ کیا ہمکلام ہو	جسکا ذرا سی تیوری بدلنی مین کام ہو
دنیا جو میری واسطی دار السلام ہو	جب بھی نہ مجھسی توبہ شربِ مدام ہو
جو چاہی زخمِ دل کا مری التیام ہو	اوس چارہ گر کا کام الٰہی تمام ہو
یہ بھی نیا ستم ہی کہ عشاقِ نیمجان	بسمل تو ہون ادا سی محبت کا نام ہو
لوگونکو ہی ازل سی قیامت مین قیل و قال	تم آو نازسے تو یہ جھگڑا تمام ہو
لذت اوٹھائی ہجر مین ایسی کہ ہی دعا	تا صبحِ حشر بھی نہ جدائی کی شام ہو
واعظ بیان کرتا ہی حورونکی گرمیان	ایسی مین سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو
اللہ جان اپنی تقاضی سے کیا بچی	جب روز اودھر سی اک نئی دن کا پیام ہو
دل کی دھڑکنی کی تو دوا تو نی کی طبیب	دردِ جگر کی بھی تو ذرا روک تھام ہو

مجمع جہان حسرتونکا ہو محشر مین یا خدا
میری بھی حسرتونکا وہین ازدحام ہو

جب آئی شدّتونکا تجھی لطف محتسب
جسوقت اوسکی دست بلورین مین جام ہو

ایوب کو بھی رشک ہو وہ صبر مین کرون
جور و جفا کا تمکو اگر التزام ہو

نواب جانتی ہو قیامت کی شب جسے
ایسا نہو کہ وہ بھی جدائی کی شام ہو

۹۸

گر دل مین اپنی طاقت ضبطِ فغان نہو
عالم مین کچہ زمین سی تا آسمان نہو

ہر بات مین نکلتی ہین پہلو نئی نئی
سوچو کہ کس طرح کوئی پھر بدگمان نہو

ہو قصرِ خلد بھی تو نہین قابلِ پسند
جس گھر مین دردِ دلسی کوئی نوحہ خوان نہو

کس چین سی پڑی ہین رہِ بت مین ایخدا
ہو حشر ساری خلق مین لیکن یہان نہو

الفت کی کیسی کیسی مین دعوی کیا کئی ہون		در پی جو امتحان کی وہ بدگمان نہو

نواب رنج اوٹھای بہت اسکی دور مین
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو

۹۹

نہ کیون سجدی کرون مین اپنی طالع کی رسائی کو	کہ وہ بھی یاد کرکی روتی ہین میری جدائی کو
وہ ترکِ خانہ جنگ آتا ہی میری صفائی کو	ذرا ای سخت جانی روک لینا میری آئی کو
چھپاؤ شوق سی تم رازِ الفت کچھ نہین پروا	خبر کردینگی دونالی مری ساری خدائی کو
اگر منظور ہو خونِ دو عالم ایک غمزی مین	ہلا دینا ذرا تم ناز سے دستِ حنائی کو
غضب ہی پاون رکھین اوسپر عدو اتنی ناز	بنا ہو آستانہ جو ازل سی جبہہ سائی کو
کدورت غیر سی ہوتی ہی تو مجکو منائی ہو	بس اب رہنی دو تم اپنی لیی اپنی صفائی کو

مٹا دی تو الٰہی نام تک بھی سخت جانی کا
نہو تکلیف وقتِ ذبح تا اوسکی کلائی کو

شبِ فرقت تڑپ کر جان بھی دونگا تو کیا ہوگا
لگین گی چار چاند اس بات سی کیا آشنائی کو

وفا پر تو ہماری اک زمانہ نام رکھتا ہی
نہین کہتا کوئی کچھ ہای اوسکی بیوفائی کو

مٹائی یاس نی افسوس آج امیدواری بھی
گئی تھی اوسکی در پر خوب قسمت آزمائی کو

جوانی ہو چکی نواب آیا وقت پیری کا
خدا سی ڈر کی اب بھی ترک کر زہدِ ریائی کو

غرض کیا ہی کیون ساری محفل کو دیکھو
تمہین دل کا لینا ہی تو دل کو دیکھو

نہین دیتی گر جو نبہا تو ادا سے
کوئی آن تو اپنے بسمل کو دیکھو

مجھی دیکھتی ہو عبث چارہ سازو
ذرا میری آنکھون سی قاتل کو دیکھو

نہین دیکھتی اوسکو گر خوف سی تم
تو حسرت سی پھر اوسکی بسمل کو دیکھو

تباہی کو مجنون کی کیا دیکھتے ہو
ذرا جا کی لیلی کی محمل کو دیکھو

جو بھیجا ہی قاصد تو نواب رسون
اوٹھو اور رو رو کی منزل کو دیکھو

۱۰۱

تجھی بھی تو بھلا دریافت کچہ حالِ ستمگر ہو
الہی ہاتہ مین اوسکی قیامت مین بھی خنجر ہو

صفا سی مین بناؤن آینہ دل کو کہ وصلت مین
دمِ شرم و حیا میری بغل مین اک تیرا ہمسر ہو

رہا ہو جو فقط دل کی تڑپ سی عمر بھر بسمل
بھلا پھر زیر خنجر چین اوسکو ہو تو کیونکر ہو

ہوا ہی وصل کا وعدہ جو فردای قیامت کو
تو فرقت کی لیی بھی ایکدن ظالم مقرر ہو

تماشا ہی کہ سہوِ کلکِ قدرت و خلقت کی
کسیکا گیسو پیچان نہو میرا مقدر ہو

بُرا ہی حال بیمارِ الم کا دردِ فرقت سے
الٰہی یہ بھی اچھا ہی کہین اس سی نہ بُرا ہو

جفائین بےحساب اور اتنی سی مہلت یہ کیا ہوگا
تظلم کی لیی میری خدایا روزِ محشر ہو

اگر آہِ رسا کا کچھ بھی نامی مین لکھون مضمون
تو فرقِ عرش پر سایہ فگن بالِ کبوتر ہو

قیامت آی لاکھون مرتبہ دنیا مین تو شاید
زمانی کی نظر مین تیری قامت کی برابر ہو

جو کہتا ہون کہ جینا منحصر ہی وصل پر میرا
تو کیسی ناز سی کہتی ہین پھر یہ تو کیونکر ہو

مزہ کیا ہی قدح نوشی کا ای نواب گھر بیٹھی
یہ کارِ خیر مسجد مین کبھی بالای منبر ہو

ردیفِ ہای ہوز

۱۰۲

آیا ہی گا وہ بت جو مری نامہ کی ساتھ
چُہلین کرونگا مین بھی قضا و قدر کی ساتھ

کچھ کم نہین ہی نوکِ مژہ زخم کی لیی | دلکو عبث ہی لاگ سرِ نشتر کی ساتھ
روتی ہی روتی ہجر مین راتین بسر ہوئین | دم کیون نکلگیا نہ فغانِ سحر کی ساتھ
ایسی ہی خونفشان ہین یہ آنکھین تو اکدن | نکلین گی دلکی ٹکڑی بھی لختِ جگر کی ساتھ
کیا جانی نامہ بر نی مری مجھسی کیا کہا | پہلو مین دل اوچھلنی لگا کیون خبر کی ساتھ
مین تو ہزار بار کہون اپنی دلکا حال | لیکن رقیب رہتی ہین اوس فتنہ گر کی ساتھ
شوخی نگاہِ ناز کی کم تھی جو اے فلک | لاکھون بلائین لپٹی ہین اوسکی نظر کی ساتھ
فرقت کی شب ہجومِ خموشی سی ہمدمو | معدوم ہو گئی تھی دعا بھی اثر کی ساتھ

نواب عشق دشمنِ جانِ حزین تو ہی
پر کیا کرون کہ دل بھی ہی آخر بشر کی ساتھ

افسوس رات دن ہی یہ رنج و محن کی ساتھ | گردش میں ہی نصیب بھی چرخ کہن کی ساتھ
نقصان تھا نہ تیرے ہی خدائی میں ای خدا | ملتا جو جسم کچھ بھی تو تن کو پہن کی ساتھ
لی بھاگیں وحشتیں نہ کہیں میری لاش کو | پہنا دی بیڑیاں ہی عزیزوں کفن کی ساتھ
مشاطہ شانہ دیکھکی کرنا کہ زلف میں | وابستہ سیکڑوں کی ہیں دل ہر شکن کی ساتھ
دن حشر کا ہوا تو گواہی کے واسطی | لائی جہان کو مری بیت الحزن کی ساتھ
وحدت پسند تھی جو خدا کو تو اسلیے | کی محو اوس صنم کی کمر بھی دہن کی ساتھ
باتیں تو مجھسی کرتی تھی وہ پر رقیب سی | کیا کیا اشارے بوسونکی تھی ہر سخن کی ساتھ
میری ہی دل میں غیر کی بستی ہیگا خوش | پیکان کو تیرے ربط ہی زخم کہن کی ساتھ
شیرین کی حسرتیں تو عدم میں ہیں غمگسار | مانا کہ اور کوئی نہیں کوہکن کی ساتھ

کیونکر نہ پاؤن کھونمین سپر کہ آج تو
بہچی ہین بیڑیان بھی کسینی رسن کی ساتھ

آئی خزان تو کیون نہین گلشن مین چھپے
کیا اوڑگئی ھزار بھی رنگِ چمن کی ساتھ

اس سی نہین ہی بحث کہ دشمن ہی یا وہان
مجکو فقط ہی انس تری انجمن کی ساتھ

نواب عاشقو نمین ہی کس نوک کا جوان
جاتا تھا قتلگاہ مین بھی بانکپن کی ساتھ

۱۰۴

دل اور تڑپتا ہی توھم سی زیادہ
ہوتا ہی مجھی صدمہ ترحم سی زیادہ

اوس وقت کرون سجدہ سرِ طور کہ دیکھون
شوخی مین تجلی کو تبسم سے زیادہ

سرخی مین سرِ انگشت ہی یاقوت سے بڑھکر
نرمی مین کفِ دست ہی قاقم سی زیادہ

آجای جو ایک آن کو وہ شوخ عزا مین
ہوجای سوم بھی مجھی چہلم سی زیادہ

باتین نکرو اوس سی مری نزع مین مجکو — چپ رہنا ہی اوسکا ہی تکلم سی زیادہ

ہنسنا وہ تمہارا ہی کہ اغیار مین بھی ہی — ق — رونا وہ مرا ہی جو ہی قلزم سی زیادہ

اب تم ہی بتاؤ تمہین خالق کی قسم ہی — تم مجھسی زیادہ ہو کہ مین تم سے زیادہ

ایسا ہون تُنک حوصلہ قِسمین کہ ساقی — اک جام ہی مجکو ہی کہین خم سی زیادہ

فریاد نکر داورِ محشر سے کہ نواب
ہی لطف خموشی مین تظلم سی زیادہ

۱۰۵

پہلی تو میری چشمِ ترکو دیکھ — پھر ذرا اپنی بھی نظر کو دیکھ

پوچھتا کیون ہی مشہدِ عشاق — اپنی کوچی کو اپنی در کو دیکھ

پڑگیا رعشہ دستِ قاتل مین — اضطرابِ دل و جگر کو دیکھ

خانهٔ ویرانیونکی سیر اگر
دیکهنا هو تو میری گهر کو دیکه

ضعف پر میری هنس نه او کافر
اک ذرا اپنی بهی کمر کو دیکه

تجکو غره بهت هی روزِ جزا
آگئی اک دن مری سحر کو دیکه

تو تو اک آه سی هوا بےچین
های نواب کی جگر کو دیکه

ردیف یای تحتانی

۱۰۶

خدا کا سامنا هی پرسشِ جرمِ محبت هی
اداسی اس گهڑی بهی تم نه آؤ تو قیامت هی

کچه اندوهِ جدائی اور کچه وصلت کی حسرت هی
خدا حافظ هی اب آج پهلا روزِ فرقت هی

لکها هی خونِ دل سی لوح پر جبریل نی جو کچه
تری کشتی کا ای ظالم وه مضمونِ وصیت هی

۱۴۷

جو روٹھون تو مناتی ہین نجاؤن تو بلاتی ہین
اگر ڈھب پر نہین آتی ہین یہ کیسی مصیبت ہے

وہ شکلین پیار مین ہون جنسی میری بن پڑی صاحب
چڑاتی کیون ہو منہ یہ تو بگڑ جانیکی صورت ہے

ہوی بیچین ایسی میری مرقد پر بول اوٹھے
ذرا پوچھو تو یہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے

کہیون زخمونکو چھیڑین ناخنونسی ہم دمِ بسمل
ابھی تو موتسی ای چارہ گر دم کی مہلت ہے

نہین ہی قدر تمکو پر وہ دل ہی میری پہلو مین
کہ جسکا دیکھہ لینا عاشقونکو اک زیارت ہے

ملی گر خالقِ ہستی مجھی تو اوس سی مین پوچھون
کہ چاہت سی بھی بڑھکر کوئی دنیا مین مصیبت ہے

نہ عاشق ہوتی نواب اوس پری پر تو یہ کچھ ہوتا
جو دل خود دیکے پھر بخت بد کی کیون شکایت ہے

شب ہجران اگر آخر ہوئی تو روزِ فرقت ہے
۱۰۷
غرض چاہت مین تیری اتنی دن مجھپر مصیبت ہے

نہ آؤ بس مین میری تم نہ آؤ کچھ نہین پروا
اگر قابو نہین تمپر مجھی دل پر تو قدرت ہے

دمِ غیظ و غضب ناصح ذرا تو ہی اوسی سمجھا
جواب اوس تندخو کو دون بھلا میری یہ طاقت ہے

سنا ہی ذکر پر میری وہ رہجاتی ہین چپ ہوکر
برا تو کچھ نہین کہتی چلو یہ بھی غنیمت ہے

عدم مین کیا خطا سرزد ہوئی جسکی عوض یارب
ازل سی آجتک دنیا مین مجھپر روز آفت ہے

ذرا سی بات پر مرجاتی ہین دم بھر مین حسرت سے
سمجھ رکھو اسی تم عاشقونکی یہ بھی عادت ہے

تصور بندھ گیا کیا زاہدونکو تیری قامت کا
جو ہر دم مسجدونمین شور تکبیر و اقامت ہے

بلائین ہجر کی ہر دم اوسی پر آتی ہین یارب
شبِ وصل صنم کی جسکو اک مدت سی حسرت ہے

تڑپ سی اسکی عالم ہوگیا ہی درہم و برہم
تری پہلو مین ای انور اب دل ہی قیامت ہے

۱۰۸

گجر بجتا ہی شب آخر ہوی اب وقت رخصت ہے
صدا مرغ سحر کی مجکو بانگ کوس رحلت ہے

گئی وہ دن کہ جمگھٹ رہتی تھی ہر وقت پریونکے
ہجوم بیکسی سی اب تو ہم ہین اور فرقت ہے

مت اونکی اولٹی ہی اسواسطی لب پر دم بسمل
بظاہر تو نہین ہی دل مین پر شوق شہادت ہے

دکھا کر آئینہ مجکو وہ کہتی ہین نظر آفت ہے
اسی منہ پر تمہین کیا خوب دعوای محبت ہے

برا ہو ماہی جو خط محو کر دیتی ہین سب اوسکو
مٹائی سی نہین مٹتا وہ میرا نقش قسمت ہے

ترا نقشہ ازل مین جسنی دیکھا وہ پکار اوٹھا
یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہے

اگر نامہ ہو تو دیتی ہین اوسکی خوف ہو تجکو
فقط اک بات کہدینی مین قاصد کیا قباحت ہے

یہ کس کافر نی ٹھوکر سی مجھی زندہ کیا اب
کہ عیسی کو بھی جسکی دیکھنی سی اک خجالت ہے

بھلا نواب حال دل کہون کسطرح مین اوسسی

وہان تو سیدہی بات تو منین ہی درم اک شعر ہی

ملی گی سیلِ خون عرشِ برین سے	١٠٩	ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے
نزاکت گر یہی ہی تو فرشتی		اوتر جائینگی دوشِ نازنین سے
لیی جاتا ہی پھر اوس بزم مین شوق		ابھی مین اوٹھکی آیا ہون وہین سے
نہین ہی خلد مین تو دل لگی گو		ترا غم لیتی جائینگی یہین سے
الہی ایسی بھی دنیا مین ہونگی		پسینا جنکا وہ پوچھی جبین سے
نہین ہم قابلِ الفت تو شاید		ملایک آئینگی عرش برین سے
گئی وہ غیر کی گھر ہمنشینو		قیامت کو بلا لاؤ کہین سے
رہا غش وصل مین خوشبو سی اوسکی		مجھی شکوہ ہی زلفِ عنبرین سے

یہ کیسی موت ہی جو حضر و عیسی سے — خجل ہین میری وقت واپسین سے

نہین ہی غیر تو ضد سی ہماری — وہ ہنستی ہین ہماری ہمنشین سے

یہ کون آیا کہ جسکی بیٹھتی ہی — اوٹھی ہین سیکڑون فتنی کمین سے

قیامت ہی تری صدقی مصیبت — مجھی کو مانگ رب العالمین سے

تمہین دیکھا ہی جبسی غیر کی ساتھ — بڑہا ہی وہم کا رتبہ یقین سے

کھلا جاتا ہی رازِ وصلِ دشمن — تری اس شرم آلودہ نہین سے

نصیبونکی خرابی عشق مین ہے — عیان ہی یہ تری چین جبین سے

ہماری خاک جب تربت مین ہوگی — محبت ہوگی پیدا اوس زمین سے

غضب حسرت بھری ہی اسمین ظالم — ذرا بچنا نگاہِ واپسین سے

نہین اسکو لحاظِ دشمن و دوست
ہمین کو قتل کرنا مسکرا کر
وہی ہی آہ میری جو فلک پر

حذر کر تو بھی آہِ آتشین سے
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے
بڑہی ہی دو قدم روح الامین سے

نہ نکلا دم دمِ بسمل تو نو آب
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

۱۱۰

تم عبث پوچھتی ہو مجھسی حقیقت میری
سب مرا حال کہی دیتی ہی صورت میری

موت کرتی ہی شب ہجر عیادت میری
دور پہنچی ہی تری عشق مین شہرت میری

اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
کہ پسند آئی مری یار کو رقت میری

تا نہ مغرور ہو نمین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سی بھی نہین کرتی وہ شکایت میری

مختصر بات کو کیون دیتی ہو تم اتنا طول — نہین کچھ زلف سی بڑھکر شب فرقت میری

ابھی کچھ قدر نہین اسکی مگر میری بعد — یاد آئی گی بہت تمکو محبت میری

تم نہ آؤ گی تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھی — خاک اوڑانی کی لیی آہی گی وحشت میری

مجھسی نفرت ہی تمہین یہ تو بری بات نہین — چاہتا ہون مین تمہین واہ ری ہمت میری

تم مری غیر کی جھگڑی مین عبث بول اوٹھی — دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

بی نیازی کا ہی احسان کہ اب سو بار — بی سبب ہوتی ہی ہر روز عیادت میری

یہ نیا ظلم ہی الفت کا چکھاتی ہین مزہ — جبکہ ہو جاتی ہی غم کھانی کی عادت میری

ہونگی آنکھین تو مری وصل مین محو ادا — او ستمگر ی کونسا گھر ڈھونڈھیگی آفت میری

جیتی جی بات نہ پوچھی کبھی اب میری بعد — پوچھتی پھرتی ہین ہر ایک سی تربت میری

غیر کی دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہی — ہای غم بھی نہین کرتا ہی رفاقت میری

کس خفا جو کا ہی یہ ظلم کہ اک عالم کو — لاکہ عیشون سی پسند آئی مصیبت میری

مرضِ عشق مین ایسا تو نہتا حال کبھی — نی طرح بگڑی ہی اِن روزون طبیعت میری

گھر مین آئی بھی مری تو نہ مجھی پہچانا — ہای کیون بدلی او نہین دیکھی رنگت میری

تم مخاطب نہو اغیار سی مطلب تو یہ ہی — بزم مین مجھسی کہی جاؤ شکایت میری

جان کر مجھکو خفا لپٹی وہ مجھسی نواب
آج مشاطہ بنی وصل مین حیرت میری

۱۱۱

ہماری حال کی اونکو اگر خبر ہوتی — تو رنج مین بھی عجب عیش سی بسر ہوتی

نہین ہی رات جدائی کی حشر کا دن ہے — جو ہوتی شب تو کبھی اسکی بھی سحر ہوتی

عدم کی شکل بناتا اگر یہان صانع
تو ہوتی صبر مرا یا تری کمر ہوتی

امید وصل مین دو چار دن گذر جاتی
بنائی کوئی تو بات ایسی نازیہ ہوتی

مری کی وصل مین کوئی تو بات ہاتہ آتی
دہن نہ تہا تو تری جسم مین کمر ہوتی

نظر لگی ہی عدو کی وصال کو ای کاش
ہماری شومی تقدیر پر نظر ہوتی

سمجھتی ہم رگ جان نشتر کو ای نوآب
خلش جو اسکی کبہی تا دل و جگر ہوتی

١١٢

ای پری دی تو ذرا ناز سی اک جام مجھی
کہ سمجھتی ہین بہت نیک می آشام مجھی

ڈگمگاتا ہی قدم نشہ می مین زاہد
ایسی مستی مین ذرا بہر خدا تہام مجھی

کہتی ہو جاو رقیبونکی یہان سی تو مجھی
کام ہی تم سی کسی اور سی کیا کام مجھی

کونسی دن غمِ فرقت سی جدائی ہوگی
ہجر مین فکر یہی ہی سحر و شام مجھے

یہی اندیشہ ہی اب کون مریگا تجھپر
مرگئی پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

رشک سی جان بھی دی مرگ عدو پر مینی
دیکھون اب دیتی ہین وہ کونسا الزام مجھے

حشر مین بھی یہی خالق سی دعا مانگونگا
خلد زاہد کو ملی بادۂ گلفام مجھے

شہرۂ حسن بڑہی گا جو یہان شوق بڑہا
کیون نہین بھیجتی ہو نامہ و پیغام مجھے

طالعِ خفتہ کو سو بار جگاؤن نواب
چین لینی دی اگر گردشِ ایام مجھے

۱۱۳

بوالہوس کہتی ہین گاہی کبھی خودکام مجھے
الغرض کرتی ہین ہر طرح وہ بدنام مجھے

لاکھون ہجر انکی شب و روز دکھائی گئی دن
وصل کی بھی تو دکھائی سحر و شام مجھے

دل دیا تھا او نہین اب اوسکی عوض مین ہمدم ۔ گالیان دیتی ہین ملتا ہی یہ انعام مجھے

آجتک تیری طعنونسی نہ پی تھی واعظ ۔ اوسنی منگوائی ہی لی اتو بہلا تہام مجھے

کیسی کیسی تیری صلت مین مزی لوٹون مین ۔ زن رہنی دی اگر لذتِ دشنام مجھے

مین بھی پی لونگا جو جھوٹی مری تیری کی ہی شراب ۔ دی ہی دینگی وہ کبھی بوسہ بہ پیغام مجھے

تیری کوچی سی لیی جاتی ہین میرا تابوت ۔ دیکہ لی تو بھی ذرا آکی لبِ بام مجھے

تمتو آغاز مین نواب بہت خوش ہوگر
بدنظر آتا ہی اس عشق کا انجام مجھے

۱۱۴

منظور ہو کبھی جو مرا امتحان تجھے ۔ وہ رنگ لاون جسکا نہو کچھ گمان تجھے

لی نامہ نامہ بر مگر انصاف کر ذرا ۔ کیونکر بتاون رشک سی اوسکا نشان تجھے

فرقت مین کچھ پتا نہین ملتا ہی صبح کا / کیا ہو گیا ہی آجکی شب آسمان تجھے

دل مین تو غم ہی اور جگہ احتمال غیر / تو ہی بتا کہ ڈھونڈھنی جاؤن کہان تجھے

اوٹھی نہ حشر تک کبھی اوس رہگذر سی ہم / مست خرام ناز سی دیکھا جہان تجھے

رسوائیونکا خوف ہی در پر تو گھر مین غیر / مین اپنا حال زار سناؤن کہان تجھے

بدلا تری ستم کا یہان تو نہین ہی کچھ / معلوم ہو گا اسکا نتیجہ وہان تجھے

آئی خدا کی گھر سی بھی ناکامیون کی ساتھ / در پر مین کسکی بھیجون بھلا اب فغان تجھے

اول تری جفا سی وہی خاک ہو گئی / جو لوگ جانتی تھی بہت مہربان تجھے

تعریف کر کی شرم وحیا کی شب وصال / مینی بنا دیا ہی ترا پاسبان تجھے

روتا ہون مین تو ہنستی ہین چپ ہون تو کہتی ہین / کسنی سکھا دیا ہی یہ ضبط فغان تجھے

بلبل کو عشقِ گل مین پریشان دیکھکر آیا ہی رحم بھی کبھی ای باغبان تجھے
ایدل یہ کیا ہوا کہ وہ کرتا نہین جفا دو دن کا جانتا ہی مگر میہمان تجھے

نواب کی تو حال سی واقف نہین مگر
مدت سی چاہتا ہی کوئی میریجان تجھے

115 افشان چمک کی زلفِ دوتاہی مین رہگئی کچھ روشنی سی ہو کی سیاہی مین رہگئی
سمجھونگا تجھسی روزِ قیامت مین انجیوبان گر کوئی بات میری تباہی مین رہگئی
آہین ہزارہا شبِ ہجران مین آفتین پر صبح اوسکی علمِ الہی مین رہگئی
افسوس روزِ حشر ہوا اوسگھڑی تمام جب تھوڑی دیر میری گواہی مین رہگئی
آہی چکی تھی اوسکی اداسی بلا مگر کچھ شرم کہا کی شوخ نگاہی مین رہگئی

نواب اپنی دلکو مین کیونکر نکالتا
کنگھی اولجہ کی زلفِ رسا ہی مین رہگئی

۱۱۶
کیا ہی اشک کو پیدا جو چشمِ تر کی لیی
تو دی اجازت الٰہی ذرا اثر کی لیی

شبِ فراق مین انصاف تو ہی کر ای چرخ
دعائین کوئی کہانتک کری سحر کی لیی

تری گلی مین عدو نی جو ہاتہ ڈالی ہین
دہڑک رہا ہی مرا دل تری کمر کی لیی

یہ سوچ کر کہ اِن آنکہونسی دیکہا ہوگا اوسی
لیی جو بوسی بہی تو چشمِ نامہ بر کی لیی

دلِ مریض تجہی مرگِ نو مبارک ہو
کہ اوسنی غیر کو بہیجا تری خبر کی لیی

تمہین خدا کی قسم ہی مرا ہی دل لینا
جو احتیاج ہو تعویذ کی نظر کی لیی

عدم کو غم ہی ترا ساتہ لیتی جاینگی
کہ زادِ راہ بہی کچہ چاہیی سفر کی لیی

خداسی کوئی یہ پوچھی کہ ماورای فراق
بناہی وصل صنم بھی کسی بشر کی لیی

نہین کچھ اور سبب اضطراب کا صیاد
تڑپ ہی دلکو فقط نوکِ نیشتر کی لیی

دیا ہی عشقِ بتان عاشقونکو گر یا زر
ذرا سا ضبط بھی دی آہِ بی اثر کی لیی

جفاسی تیری یہ عالم تو بنگیا مدفن
زمین کوئی نہی ڈھونڈہ رہگذر کی لیی

خدا ہی جانی یہ کیا بھید ہی کہ عالم مین
خرامِ ناز ہی تجھسی ہی فتنہ گر کی لیی

یہ کسکا زخم ہی یارب کہ مٹنی کی وقت
تڑپ کی سیکڑون بوسی دل و جگر کی لیی

اجل سی کہدو خبر لی کہ آج دشمن کو
سنا ہی بھیجتی ہین وہ مری خبر کی لیی

پھڑک گیا ہین کہ عین نماز مین ثواب
عجب مزی سی قدم تونی نامہ بر کی لیی

١١٧ غیر پر جب سی مہربانی ہی / مجکو دشوار زندگانی ہی

مرکی دنیا مین بی نشان ہونا / عشق کی یہ بھی اک نشانی ہی

ہی وہان خوابِ ناز اور یہان / وہی غم ہی وہی کہانی ہی

رشک سی تو بچی بلا سی اگر / درد کو دل کی پاسبانی ہی

کسکو خواہش ہو حور و غلمان کی / غم ترا ابتو یارِ جانی ہی

مرگیا جو وہ غمسی چھوٹ گیا / موت بھی عیشِ جاودانی ہی

میری تربت کو دیکھکر بولی / یہ بھی اپنی ہی اک نشانی ہی

کون پوچھی گا ہمکو پیری مین / گر یہی رنگِ نوجوانی ہی

غیر سی ربط ہی مری ضد سی / یہ نئی طرز مہربانی ہی

مرتی ہی موت تیری کشتو پر — اس لیے رنج زندگانی ہی
آینہ دیکھکر بنی تصویر — پر وہی اب بھی لن ترانی ہی
ہم کہان صدمۂ فراق کہان — یہ بھی اک امر ناگہانی ہی
رکھہ لون سر پرکہ پای وحشت نی — اوسکی کوچی کی خاک چہانی ہی

کسکو چاہون بہلا مین ای نواب
کون دنیا مین اوسکا ثانی ہی

۱۱۸

عشق مین کسکی یہ رسوائی ہی — جسکی اک خلق تماشائی ہی
بس کی پہولو نمین جو آج آئی ہی — کسکا پیغام صبا لائی ہی
ایسی حورونکو ہمین سی ہی سلام — جنکا واعظ بہی تمنائی ہی

منہ نہ پردی مین چھپاؤ ہمسی — اسمین سو طرح کی رسوائی ہی

تو ہی آجا مری گھر مین ای موت — آج کی شب شبِ تنہائی ہی

صورت آینہ ہمسی اونسی — دیکھ لینی کی شناسائی ہی

موت کی فکر یہان اور وہان — اوسکو دعوای مسیحائی ہی

جانکر مجھکو بنی ہین نادان — یہ بھی اک طرح کی دانائی ہی

دوست بنتی نہین دشمن ہی بنو — اسمین تو کچھ نہین رسوائی ہی

دل چھپائینگی عدم مین کہ یہان — ہر جگہ وہ بتِ ہرجائی ہی

تم نہ سیکھو مری وحشت کی چلن — اسمین تو مجھکو ہی یکتائی ہی

الغیاث ای ستم یار کہ پھر — دل کو دعوای شکیبائی ہی

نہ قسم کہا مری سر کی کہ یہان | بدنصیبی نے قسم کہائی ہی
ہو چکا صبر ہماری دل کو | گر یہی آپ کی رعنائی ہی

جسکو کہتا ہی زمانہ **نواب**
وہ بھی اک آپکا شیدائی ہی

١١٩

سینی مین داغ خار رگِ جان مین رکہ لیی | چن چن کی سب مزی دلِ سوزان مین رکہ لیی
بلبل چمن مین روئی تو اوسنی مزا سہی | تہوڑی سی پہول توڑ کی دامن مین رکہ لیی
دامن پہٹا جو کانٹون سی دستِ شوق نی | جو تار بچ رہی وہ گریبان مین رکہ لیی
اب کون اوٹہای ظلم کہ تونی ستم شعار | عالم کی دل تو زلفِ پریشان مین رکہ لیی
لاتا تہا تیری پاس فرشتون نی حشر مین | اعمال میری چہین کی میزان مین رکہ لیی

تسکین دل کو جب نہوئی زخم سی تو پہر
نشتر کی ٹکڑی سینی نمکدان مین رکہ لیی

تو چین کر رقیب که مینی فراق مین
ارمان ساری خاطر ویران مین رکہ لیی

گر کچہ مزہ نہین ہی تو نواب تمنی کیون
دنیا کی درد سینہ سوزان مین رکہ لیی

کچہ نہین اب صرف حسرت رہگئی
یہ بہی اک تیری بدولت رہگئی

مٹگئی ہم راہ مین اوسکی مگر
ٹہوکرین کہانی کو تربت رہگئی

غم یہ کسکا ہی که بعد مرگ بہی
دل مین غم کہانی کی حسرت رہگئی

سب نی پایا سب کچہ اک میری لیی
ساری عالم کی مصیبت رہگئی

ایسی لذت سی تڑپ کر جان دی
جسکی دنیا مین حکایت رہگئی

دل کراوس سی اور سب شکوی گیی | اک نہ ملنی کی شکایت رہگیی

آتی آتی پھر گیا مسجد سی وہ | واعظونکی آج عزت رہگیی

میری ناکامی کو روز وصل کیون | جسم نازک مین نزاکت رہگیی

جان کو رووینگا تیری ای فلک | ہجر مین گر کوئی آفت رہگیی

پند واعظ آپکی سننی نہ تھی | ہمسی بھی حضرت سلامت رہگیی

وصل کی شب کچھ نہین باقی رہا | رہگیی تو صرف حیرت رہگیی

خاک تھی پہلی ہی سی نواب ہم

اوسکی دل مین کیون کدورت رہگیی

١٢١

شب فرقت مین تھی تاریکی | مشکل سوجھی نہ رستگاری کی

بات کر نزع مین کہ رہ جائی   بات دنیا مین غمگساری کی

وہ بگڑ کر اوٹھا جو پہلو سی   بن پڑی خوب بیقراری کی

عشق ظاہر ہی کر چکا تھا دل   تیری زلفون نی رازداری کی

ہونگی ای مرگ تجھسی روزِ حساب   پرسشین میری دم شماری کی

بوسی کی بدلی دیتی ہین دشنام   یہ سزا ہی امیدواری کی

خاکِ دشمن کی واسطی ہمنی   آنکھونسی سیلِ اشک جاری کی

صبح تک ہمنی اوسکی دہوکی مین   غیر کی ساتھ بادہ خواری کی

جان نکلی مگر نہ نکلی حیف   کوئی تدبیر رستگاری کی

روتی ہو کیون تم میری ماتم مین   طرز ہی اور سوگواری کی

چوٹین گہری پڑین مگر نہ گئین
حسرتین دلسی زخمِ کاری کی

مرگیا مین تو میری تربت پر
خوب حسرت نی اشکباری کی

دشمنونسی بھی دشمنی نکری
ہی یہی شرط دوستداری کی

اوسکی غمزون نی ایک بھی نہ سنی
ہمنی ہرچند آہ وزاری کی

زخمِ دل کی مری فرشتون نی
نوکِ مژگان سی بخیہ کاری کی

رونی پر ہمکو تھا بہت تکیہ
اوسنی بھی کچہ نہ سازگاری کی

مرکی اوٹھی تہ تیری کوچی سی
خاک ہوکر بھی خاکساری کی

پھر گئی مردنی مگر افسوس
شکل بدلی نہ شرمساری کی

مست بنکر گلی کیی نواب

خوب ہی تمنی ہوشیاری کی

کیون یہ ہر وقت جان کھونا ہی ۱۲۲ وہی ہوگا جو کچھ کہ ہونا ہے
بوسہ دینا کفِ حنائی پر خون مین اپنی ہاتہ دہونا ہے
پہلی روتی تھی جان کو لیکن ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے
جاگ لی زندگی مین جی بھر کر آخر اک دن تو خوب سونا ہے
خاک و خون مین پڑی ہین ہم سرراہ اب یہی اوڑہنا بچھونا ہے

بولی وہ میری شعر پر نواب
کوئی جادو ہی یہ کہ ٹونا ہے

نادان بنی بیٹھی ہین پہلو مین تمہارے ۱۲۳ آہی گئی اغیار بھی قابو مین تمہارے

دل لینے مین یہ بوالہوسی چتونون مین
ہمشکل اسی دل کا ہی پہلو مین تمہاری

مضمون نہین یہ مری طالع کا تو پھر کیون
بل پڑ گئی ہین سیکڑون گیسو مین تمہاری

کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
سب فتنے چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری

سر رکھتی ہی آجای اجل کو بھی شکر خواب
نرمی وہ قیامت کی ہی زانو مین تمہاری

کہا لینگی شب وصل رکاوٹ کی ادائین
ہیری کی کنی وہ جو ہی جگنو مین تمہاری

ساغر جو نہین تو نہو شیشہ تو اٹھا لو
پی لونگا شراب آج مین چلو مین تمہاری

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہاری

کیا جانین لہو دل کہ جگر کا ہی یہ لو آب
سرخی کا ہی ڈورا اگر آنسو مین تمہاری

۱۲۴

ارمان لیی جاتی ہین ہم تیری گلی سی
تا بہلی ذرا دل غمِ فرقت مین اسی سی

مشکل تو مجھی ہو گئی اغیار مین مجکو
عاشق ہین مری کہدیا تمنے تو ہنسی سی

رگ رگ سی مری جان بھی نکلی تو نہ نکلی
پیکان ترا صورتِ ارمان مری جی سی

بیوجہ یہ ہر دم کرم و لطف ہین جس پر
ہر روز کی ہو رنجشِ بیجا بھی اوسی سی

گالی ہی رہی میری لیی دل مین امانت
غمزی تو کیا کرتی ہو تم روز سبھی سی

بسمل جو یہان ہین تو وہان زندۂ جاوید
کیا خلد کو نسبت ہی بہلا تیری گلی سی

دیکھا سرِ پستان کو تو یہ بھی نئی سوجھی
سوسن ہوی پیدا یہ چنبیلی کی کلی سی

مین کیا ہون زمانی کا بگڑ جایگا نقشہ
امید تھی پہلی ہی تری فتنہ گری سی

قوت رہیگی ہاتہ مین کبتک کہ الہی
ٹکڑی ہوی دلکی تو مری سینہ زنی سی

کیا کوئی رفاقت کری میری یہان تو | گھبراتا ہی دل تک بھی مری ہمنفسی سی
کیونکر نہ شکایت ہو مجھی دل سی کہ اسنی | حسرت کا کیا خون شہادت طلبی سی
جو تشنۂ دیدار ہین اوس شوخ کی یا رب | پھڑکین لب کوثر نہ وہ کیون تشنہ لبی سی
ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا | واقف وہ اگر ہوتی مری بی ادبی سی
تم قتل کو آج آئی ہو جسدن سی خفا تھی | سمجھا تھا اس انداز کو مین خوب جبھی سی
اوس بزم مین تجھسی بھی رقابت نہ ہوئی صبح | ساتھ اپنی تجھی مین نہین لاتا تھا اسی سی
چپ ہون مین تحیر سی تو وہ شرم سی خاموش | آگاہ نہ مین ہون نہ وہ ہی رازِ دلی سی
خورشید نی آغوش مین کھینچا ہی زحل کو | ہوتا ہی یہ روشن تری مسی کی دھڑی سی
کھینچی تو مگر ضعف سی لب تک بھی نہ آئی | شرمندہ ہون کس درجہ مین آہِ سحری سی

وصل اوسکا کہان اور کہان خاطرِ ناشاد | تھی یہ بھی تمنا فقط اک بوالہوسی سی
دیکھا تھا کبھی خستہ جگر اور بھی ایسا | پوچھی تو یہ کوئی مری خستہ جگری سی

دعوی تھا بہت صبر کا نواب تمھین تو
گھبرا گئی دو غمزون مین تم تو ابھی سی

نکالون ہجر مین کیا مشغلہ زبان کی لیے | ١٢٥ | کہ مینے آہ تو رکھی ہی آسمان کی لیے
یہ کیا ستم ہی کہ خاطر سی غیر کی اوسنی | کیا جو لطف بھی مجھ پہ تو امتحان کی لیے
کچھ ایسا شورِ عزا تھا کہ صورِ محشر نی | عدم سی آکی قدم میری نوحہ خوان کی لیے
خدا کو مان کی رہنی دی نزع مین اگر | ذرا زبان مین طاقت تو الامان کی لیے
جگا کی طالعِ خفتہ سی ہانک لائین گی | ہم آج خوابِ گران تری پاسبان کی لیے

بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہای	کہ تیرا ناز ہی کافی ہی دونون جہان کی لیے
وہ اور ہونگی جو کرتی ہین پیار کی باتین	یہ منہ تو روز ازل سی بنا فغان کی لیے
دعا کی واسطی اب تو بھی ہاتہ اوٹھا ظالم	کہ خلق پیٹتی ہی تیری ہی نیم جان کی لیے
ہوا ہین قتل تو کس کس مزی سی حسرت نی	لپٹ کی بوسی مری زخم خونچکان کی لیے
ادا نہو کبھی زخم جگر کی کیفیت	ملی حیات خضر بھی اگر بیان کی لیے

بہت تھی لوگ زمانی مین اور بھی نواب
بنایا عشق کو کیون مجہسی ناتوان کی لیے

۱۲۶

جو جگر خستہ تری چال کی بسمل ہون گے	وہ قیامت کی بھلا کاہیکو قائل ہون گے
اسقدر جور و جفا پر جو کمر باندہی ہے	کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہونگے

نکرو باتین رقیبو نسی نہین تو ہم بھی
تمسی اک روز کسی بات کی سائل ہونگی

کون چاہیگا دیت خون کی تمسی یا رب
ہمتو محشر مین تہ دامن قاتل ہونگی

دیکھنا مجکو گوارا نہین جنکا دم بھر
ہای وہ بھی نگہ ناز کی بسمل ہونگی

ظلم کرتی ہو تو یہ سوچ کی چپ رہتی ہین
کہ وہان کیا نہین پر ہم اسی قایل ہونگی

ہوگی خلقت تو جھکائی ہوی محشر مین
ہاتہ میری تری گردن مین حمایل ہونگی

باوفا دہر مین پیدا ہی نکر نا یا رب
کہ جفا مین یہ صنم اور بھی کامل ہونگی

جان دینی کی طریقی تو بہت ہین آسان
وہ بھی چاہت کیطرح کیا مجہی مشکل ہونگی

کیا شکایت جو خبر لی نہ شب فرقت مین
میری طالع کی طرح آپ بھی غافل ہونگی

آگیا وہ تو سب اک آن مین باطل ہونگی

میرے اعدا بھی اگر ہمسرِ قاتل ہونگی ١٢٧ تو شہادت کی مزی کیا مجھی حاصل ہونگی

خشک لب چشم تر افسردہ دل آشفتہ دماغ ہای کس منہ سی تری بزم مین شامل ہونگی

نکرونگا کبھی پھر جینی کی خواہش تا حشر میری ماتم مین اگر حور شمائل ہون گی

کچھ چھپی چوری کی یہ بات نہین یادر ہی ہونگی شکوی بھی تو مسی ہر محفل ہونگی

جی بلاؤن سی بھرا ہی نہ بھری گا ہرگز سیکڑون فتنی اگر چرخ سی نازل ہونگی

جان پر صدمی رہینگی بھی جو بہر مجھ پہ ہین اپنی صورت پر اگر آپ بھی مائل ہونگی

بھولی پن مین تو یہ آفت ہین کہ خالق توبہ اور آئی گی قیامت جو وہ عاقل ہونگی

جان لینا نہ کہین ذوقِ شہادت جلدی ورنہ ہم مفت مین شرمندۂ قاتل ہونگی

بوسی جو تمنی لیی مینی ہی پائی وہ ہے — ان حسابونسی تو کچہ میری ہی فاضل ہونگی

یہ نسمجھی تھے کہ اک عمر کی شکوی دلسی — وہ ہی باتون مین تری پیار کی زائل ہونگی

شوق قاصد مین نکر منع سفر سی نواب

مرتی مرتی بھی تو ہم راہیِ منزل ہونگی

۱۲۸

یارب بلا وہ بھیج کہ جس سی مزا ملی — اسکی سوا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی

کچہ بھی اگر فراق کی تیری خبر ملی — کیا جانیی کہ حشر کی دن ہمکو کیا ملی

کیا قہر ہی مجھی تو ملی آہِ نارسا — اور اوس بلا کی ہر کو زلفِ رسا ملی

ثانی تو ایکدم مین پہنچ جائین تا اثر — فتنونکی ازدحام سی گر راستا ملی

پوچھا سبب جو آنی کا ہمسی تو کہدیا — جاتی تھی گھر کو بہول کی تمسی بھی آملی

قاصد کا کچھ سراغ نہین اس جہان مین — ڈھونڈھین عدم مین جا کی تو شاید پتا ملی

ایسا ہی لطف ہی جو ستم مین تو ای خدا — اوسکو سوا جفا کی نہ ہرگز وفا ملی

واقف تری گلی سی بڑا خوش نصیب ہے — لون دوڑ کر قدم جو کوئی رہنما ملی

اغیار سی جو لطف تہا ملنی مین وہ نہتہا — یون ملنی کو تو مجھسی بھی وہ بارہا ملی

غمازیِ عدو کی شکایت کرون مین کیا — جب دل سا راز دار بھی اوس بت سی جا ملی

دو چار تار جیب مین باقی ہین ای جنون — سر پیٹنی سی ہاتہ کو مہلت ذرا ملی

کیا ایک دو بلاونسی چہین آی ای فلک — لاکہون مصیبتین ہون تو دلکو مزا ملی

راضی ہون قتل کر مجھی بحرم شوق سے — اسکی جزا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی

کن کن مصیبتونسی تین پہنچا ہون بزم مین — دم بھر کی واسطی مجھی پہلو مین جا ملی

چھوڑین کبھی نہ سایۂ دیوارِ یار ہم
قسمت سی لاکہ بار جو ظلِ ہما ملی

لاکہ او چھپی تو نکال ہی لون دلکو ڈھونڈھ کر
دم بھر کو بھی اگر تری زلفِ دوتا ملی

بلبل جو میری ساتہ ہوئی نوحہ گر تو کیا
جب جانون مین کہ میری صدا سی صدا ملی

قاصد کی کچہ خبر نہین نواب کیا ہوا
پرزی تو خط کی راستی مین جابجا ملی

کیون عرش پر الامان بہت ہے
۱۲۹ کیا سینی مین دل طپان بہت ہے

جوشِ گلِ ارغوان بہت ہے
پھر رونقِ گلستان بہت ہے

ای موی کمر او جہ نہ دل سی
تجھسی بھی یہ ناتوان بہت ہے

تھوڑا ساغمِ فراق اوسکا
دل کو پئ امتحان بہت ہے

کیون تمکو ہی فکرِ قتل ہردم — مجکو تو ہی فغان بہت ہے

ہمکو نہین اوس سی بدگمانی — پر اوسکو ابھی گمان بہت ہے

فرقت مین اجل کی مانگنی کو — تیرا ہی یہ نیمجان بہت ہے

کسکی ہی تلاش اسکو یارب — گردش مین جو آسمان بہت ہے

کیا چہوڑین سعی ای بی نشانی — دنیا مین بھی نشان بہت ہے

تو کعبی کو جا ہمین تو واعظ — سجدی کو وہ آستان بہت ہے

ای بخت نہ سو کہ میری حق مین — بیداریِ پاسبان بہت ہے

جہوٹون ہی فلک سی کوئی کہدی — ان روزون وہ مہربان بہت ہے

اب وقت اخیر ہی مرجان — تہوڑی سی ادا یہان بہت ہے

کہتی نہین کچہ بھی جز غم دل
یون کہنی کو داستان بہت ہی

کچہ فکر نکر کہ جانِ غمگین
غم سی تری شاد مان بہت ہی

دم بھر کا بھی میرا خوابِ راحت
طالع کو مری گران بہت ہی

کیون مجکو ستاتی ہی شبِ ہجر
مرنیکو غمِ نہان بہت ہی

کیا نوحی کیی ہین تو نی نواب
جو شورشِ الامان بہت ہی

۱۲۰
جان دینی مین یہان تو کوئی تاخیر نتھی
پر کرین کیا کہ ابھی خواہشِ تقدیر نتھی

چشمِ فتان نتھی یا زلفِ گرہگیر نتھی
قتل کرنیکی لیی کیا کوئی تدبیر نتھی

قبر مین آئی تھی جسوقت ملک بھر سوال
اوسگھڑی ہای بغل مین تری تصویر نتھی

کیون بنایا اوسی مسجودِ خلائق زاہد — خاک سی دل کی اگر کعبی کی تعمیر نہی
بھرِ فریاد جو اوٹھا نہ گیا مرقد سی — جرم تھا ضعف کا یہ حشر کی تقصیر نہی
کیونکر آجاتی وہ خط پڑہتی ہی مجہ تک قاصد — رقمِ شوق تھی کچھ آیتِ تسخیر نہی
چونکی ہم خوابِ عدم سی تو مری حسرت سی — اس سی بہتر کوئی اس خواب کی تعبیر نہی
غیر کی نعش تو گلیو مین پھرائی تمنی — لاش میری ہی مگر قابلِ تشہیر نہی
پیچ مین عشق کی ناصح جو نہ آیا یار — تیری درگاہ مین کیا زلفِ گرہگیر نہی
خطِ رخسار کی اصلاح سی میرا نقصان — آپکا خط تھا وہ کچھ میری تو تحریر نہی
ہوئی وعدون نی تری ہجر مین مرنی ندیا — یہ نہوتی تو کوئی جینی کی تدبیر نہی
نعش پر میری اگر غیر سی آئی نہ بتاب — اب نہ کہیی گا کہ فریاد مین تاثیر نہی

ہاتہ سی میری دمِ قتل وہ دامن چھوٹا
اس سی بڑھکر بھی کوئی گردشِ تقدیر نتھی

مین ہون ساقی ہی صنم ہی گل و مینا و شراب
ایسی عادت تو تری ای فلکِ پیر نتھی

رات بیچین تھی کیون پہلوِ اغیار مین تم
میری آہون مین اگر نام کو تاثیر نتھی

یا خدا روزِ ازل جرمِ محبت کی لیی
جز غمِ ہجرِ بتان کیا کوئی تعزیر نتھی

تجکو وحشت جو لیی پھرتی تھی سنو تو اب
کیا زمانی مین تری واسطی زنجیر نتھی

۱۳۱

بندھا رہا شبِ فرقت کا گر خیال مجھی
تو خاک لطف اوٹھی گا شبِ وصال مجھی

یہ کسنی کو سا ہی یا رب بہم وصال مجھی
کہ جس سی زیست بھی اپنی ہوئی وبال مجھی

ہو نگا گردشِ گردون نہ چال کو تیر
کہ اور بدنظر آئینگی ماہ و سال مجھی

عدو سی لطف کی باتین تو آپ کرتی ہین
یہ کیا ستم ہی کہ ہوتا ہی انفعال مجھے

رقیب گہاتین جدائی کی پوچھ جاتی ہین
ہوا ہی اب تری فرقت مین یہ کمال مجھے

یہ کسکی چاند سی چہرہ مین دیکھی ہین ابرو
کہ چاندنی مین ہوئی رویت ہلال مجھے

امید وصل تری صدقی آج پرسش کو
وہ آتی ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے

تجھی ملال نہین ہی جو میری اعدا سی
اسی سی رہتا ہی ہر دم بہت ملال مجھے

عدو کی رو نیسی تو وہم کچھ نہ تھا لیکن
تمہاری ہنسنی سی کیا کیا بندھی خیال مجھے

عبث مٹائین خفا ہی سپہر سی تو آ
اوسکی ہاتھو نسی ہونا تھا پایمال مجھے

نہ جینی دی گی اگر لذت وصال مجھے
۱۳۲
تو پھر نہو گا کبھی ہجر کا ملال مجھے

وفا سی باز نہ آیا نہ باز آؤن گا
فلک جفا سی کری لاکہ پایمال مجھے

جو مجکو دیکھکی خاموش رُک رہا وہ شوخ
تو ہوگا ضبط سی کیا کیا پھر انفعال مجھے

نہو تلاش کبھی زخم دل کو مرہم کی
اگر ذرا سا بھی وہ بھیجدین اُوگال مجھے

کرون خوشامدِ افلاک کیون کہ انمین سے
نہ دیگا ایک بھی وہ حسن بیمثال مجھے

یہ ضعف اور یہ غش ہی اثر تغافل کا
جو پوچھ لو تو نہ دیکھو کبھی نڈھال مجھے

علاج اسکا بھلا کیا کہ سیدہی باتون مین
تمہاری بزم مین ہوتی ہین احتمال مجھے

نہ بانکپن سی یہان آئی فتنۂ محشر
کہ یاد آئی گی اوس سرو قد کی چال مجھے

نہین ہی غمسی تری آج کچھ مرا نقصان
پر اس الم سی ہی اندیشۂ مآل مجھے

وہ گالیاں بھی بندگی دمِ سوال مجھے

۱۲۳

مری آغوش میں وہ ناز سے جسدم مچلتا ہے | تو رنگِ غیر گردوں کی طرح کیا کیا بدلتا ہے
یہ کس دستِ حنائی کا تصور ہے کہ فرقت میں | کوئی چٹکی سی سینے میں کلیجا روز ملتا ہے
خوشی میری دلِ پُرشوق کی اُس دم کوئی دیکھے | گلی پر خنجرِ بُرّاں ترا جسوقت چلتا ہے
کسی پر دم نکلنے میں تو یہ سختی نہیں ہوتی | مری سینے سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہے
ذرا اے ہمدمو بہرِ خدا ذکرِ مصیبت ہو | سنا ہے عاشقوں کا اس سے اکثر جی بہلتا ہے
ضرورت کچھ نہیں پر بزم میں میری جلانے کو | کوئی مہندی لگاتا ہے کوئی عطر اوسکے ملتا ہے
برابر والے سے چوٹیں ہوں جب معلوم ہو تم کو | ہمیں سے بے بسوں پر وہ تیرِ ناز چلتا ہے
تڑپتے ہی تڑپتے عمر گذری رنجِ فرقت میں | نہ وہ آتا ہے پہلو میں نہ اپنا دم نکلتا ہے

نہ رکھ ہاتھ اپنا سینے پر مری اے جان گر گھبرا دم
تری تسکین دینے سے تو دونا دل اچھلتا ہے

خدا کے واسطے پوچھو تو روزِ ہجر لوگو نسے
کہ شامِ حشر تک آیا کبھی یہ دن بھی ڈھلتا ہے

اگر رِندِ ہم لغزش مستی مین بھی ہر گز نہ رو چون پر
تمہارا ہی دل ایسا ہی جو ہر اک پر پھسلتا ہے

دمِ نازا وسکو واعظ دیکھکر انصاف سے کہدے
کہ جنت مین تری یون بھی کوئی تیوری بدلتا ہے

ہم آغوشی کی خواہش پر وہ دیتے ہین جواب ایسا
کہ جس سے حشر تک روز اک نیا پہلو نکلتا ہے

یہ ٹھنڈی گر میان بس رات دن اغیار سے رکھو
تمہین کیا گر کسی کا دل تبِ فرقت سے جلتا ہے

جو تو سمجھائے تو اس دلکو شاید کچھ تسلی ہو
بھلا میری سنبھالی سے یہ وحشی کب سنبھلتا ہے

مجھی پر کچھ نہین موقوف جو عاشق ہوا تجھپر
یوہین حسرتسے برسون وہ کفِ افسوس ملتا ہے

نہ مانو نگا کبھی نواب مین انِ اچھوٹی باتونکو

نہین ہی کوئی دہر کا تو تراجی کیون دیتا ہی

۱۳۴

مٹی عشقِ سفاک مین کیسی کیسی — ملی باوفا خاک مین کیسی کیسی

تمہین پر نہین منحصر کچھ شرارت — بھری ہین گُن افلاک مین کیسی کیسی

ادا ناز انداز غمزہ کرشمہ — لگی ہین مری تاک مین کیسی کیسی

ہوا قتل پر رہگئی ہای ارمان — مری جانِ غمناک مین کیسی کیسی

جو پیاری اداتھی شکار افگنون کی — بندھی صید فتراک مین کیسی کیسی

نہ کپڑی بدل تو کہ جوبن ہین تجھپر — اسی میلی پوشاک مین کیسی کیسی

جفا و نسی نو اب چرخِ کہن کی
ملی نوجوان خاک مین کیسی کیسی

جسمین جلوی ہین تیغِ قاتل کی ١٣٥ اسی پہلو مین داغ تھی دل کی
رو دیا جسنی لوٹتی دیکھا ہای انداز تیری بسمل کی
کچہ زمانی سی بھی سوا مینی رنگ دیکھی ہین اوسکی محفل کی
تم نہ آئی تو خوب روئی ہم رات بھر حسرتون سی مل مل کی
ہمتو بسمل پڑی ہین اور وہان صدقی ہوتی ہی خلق قاتل کی
تیری گھر تک پہنچ چکی تا حشر ہین جو یہ رنگ پہلی منزل کی

ابتو پاتا ہون کچہ ای تو آن
تجہ مین آثار عشقِ کامل کے

جب سی ہی دہوم گریۂ بی اختیار کی ١٣٦ چلتی نہین ہی کچہ بھی کسی غمگسار کی

گالی نہ دیجیے ہمین دشمن کی روبرو — ورنہ کہینگی ہم بھی کوئی بات پیار کی

گذرا جو روز ہجر تو یون آئی شام وصل — جاڑونکی بعد جیسی ہو آمد بہار کی

ہین تو ہزار بار دعا مانگون ایخدا — پرسش ہو گر کبھی کسی امیدوار کی

شوخی پر اپنی ناز بہت ہی تمہین مگر — دیکھی نہین ہی شکل کسی بیقرار کی

دشمن جو دیکھی پیار سی اسکو تو ای صبا — آنکھون مین خاک جھونک دے میرے مزار کی

کیا جانی کیا مآل ہو نواب دیکھیے
خلوت بھی رہی گی اگر انتظار کی

۱۲۷

نازسی غمزی سی اغماض سی شرمانی سے — باز آیا نہ کبھی غیر کی بہکانی سے

نام میرا کوئی لیتا ہی جو اونکی آگی — منع کرتی نہین پر ہوتی ہین کھسیانی سے

غیر پر بھیج الٰہی شب فرقت کہ یہان
اب تو غمخوار بھی تنگ آگئے غم کھانے سے

دل رہا ہو گا تو ہو جای گی آفت برپا
ہاتہ اوٹھا بیٹھے اِس زلف کی سلجھانے سے

میری ڈھب کے مجھی سمجھا تو مین مانون ناصح
نہ سمجھ یہ کہ نہ سمجھونگا مین سمجھانے سے

کسطرح آون تری گھر کہ ازل سی ظالم
اوٹھنی دیتی نہین وحشت مجھے ویرانے سے

کیا ڈرون چرخ کی فتنون سی کہ ہر روز یہان
اک نئی اوٹھتی ہی آفت مری غمخانے سے

جیتی ہین تو تمہین ہم دیکھ بھی لیتی ہین کہین
اس سی بھی جاینگے پھر فائدہ مر جانے سے

وہ بھی ہشیار ہین آفت کے جو گلیون مین تری
راتدن روتی پڑی پھرتے ہین دیوانے سے

آہ تاثیر نہین کرتی تو پھر ای نواب
فائدہ کیا تمہین ہر بار کی چلانے سے

نہین ۱۲۹ شکوہ ہی وصل مین اسکا مجھی کہ اذیتِ زخمِ جگر گئی

گِلہ مجکو یہ تجھسی ہے دل کی تڑپ ذرا سینی مین تو بھی ٹھہر نگئی

غمِ عشق مین حال ہوا یہ زبون کہ دل اور جگر ہوی قطرۂ خون

گئی جان سی ہای قرار و سکون مگر ایک یہ آہِ سحر نگئی

نہین نبتی ہی صورتِ وصل صنم یہی دل مین ٹہنی ہی خدا کی قسم

کہ دعا ہی سی ہات اوٹھائینگی ہم اگر اسکے بھی تا باثر نگئی

مرا غم ہے زمین سی تا بفلک مری سوگ مین بیٹھی ہین حور و ملک

مگر ایک تمہاری ہی کانون تک مری مرنی کی ہای خبر نگئی

تمہین عشق تہا اسکی نزاکت سی نواب بتاؤ خدا کی لیی

کہ جو کاہشِ ہجر سی مر بھی گئی تو شکایتِ دردِ کمر نگئی

١٣٩

ہو گیا ہی جب سی دعوای وفاداری مجھے
دلکی بھی کرنی پڑی ہی ہای غمخواری مجھے

بختِ خفتہ کی اثر سی چرخِ ناانصاف نی
خوابِ ناز اوسکو دیا ہی اور بیداری مجھے

شکل آئینہ نجائی سادہ لوحی ای فلک
گر سکھائی تو بھی برسون طرزِ عیاری مجھے

غیر مجکو جانکر بٹھیا وہ بزمِ غیر کی
دیکھیی کیا کچہ دکھائی اور خودداری مجھے

بات بھی پوچھی نہ جیتی جی کبھی اب بعدِ مرگ
ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر نازبرداری مجھے

میری قسمت مین نہین ہی صبر تو پھر الحذر
اوسکی غم مین راس آئی نالہ و زاری مجھے

پھر تمہاری بھی مسیحائی نہ کچہ کام آگئی
گر یہی چندی رہی فرقت کی بیماری مجھے

خواب مین دیکھون تمہین سو بار لیکن کیا کرون
چہوڑتی دم بھر نہین ہجران مین بیداری مجھے

پیچ اسمین کچہ نہ سمجھو دیکہو تو ہوتا ہی کیا
دو ہی دن کو دی تو دہ تم اپنی عیاری مجھے

گوشۂ تربت سی نکلونگا نہ روز حشر بھی
گر یہی باقی رہی خلقت سی بیزاری مجھے

ہر مصیبت ہی بہت آسان ای نواب پر
سخت مشکل ہی فقط اک تیری دلداری مجھے

میری مرقد پر وہ جب انداز سی آنی لگی
تو سب اعدا اہل کی اونکو ہا ہی سمجھانی لگی

ابتو وہ آتا ہی رہ اپنی جگہ پر کوئی دم
جان تو جانا مگر او سدم کہ وہ جانی لگی

سب گلی کرتا مین کیا اونسی کہ وصل غیر پر
وہ تو دو ہی شکوہ مین جھوٹی قسم کہانی لگی

معذرت کی رنجش بیجا کی کسنی ناز سے
جو مری احباب اولٹی مجکو سمجھانی لگی

پیار کی باتین کرون نواب کیونکر بزم مین

وہ تو کچھ مجھسی نظر ملتی ہی شرمانی لگی

۱۸۱

ہو وصل تو غمونکی مکافات کی لیی
خواہش ہی حشر کی مجھی اک رات کی لیی

قاصد ٹھہر کہ نامہ تو مین لکھ چکا مگر
دل ڈھونڈھتا ہون سینی مین بات کی لیی

لاکھون دعائین مانگین تو اتنا ہوا کہ آج
آئی وہ دو گھڑی کو ملاقات کی لیی

ہین اور لوگ بھی تو زمانی مین ای خدا
کیا مین ہی اک بنا ہون سب آفات کی لیی

گو خاطرین ضرور ہین اغیار کی مگر
لاؤن مین دل کہانسی مدارات کی لیی

بعد وصال آئی سحر ہجر کی تو کیا
محشر کی صبح چاہیی اس رات کی لیی

ہر چند غیر سی ہی محبت اونہین مگر
مجھپر بھی التفات ہی اک گھات کی لیی

کیا قہر ہی کہ حشر مین میری ہی حسرتین
آئی ہین اولٹی مجھسی مکافات کی لیی

نواب اثر کو حضرتِ حق کی جناب سے
کیا جانی مانگتا ہون مین کس باب کی لیے

شام سی کیون یہ اشکباری ہے ۱۴۲	ابھی رونی کو رات ساری ہے
بہولی باتون ہی پر نہین موقوف	تیری صورت بھی پیاری پیاری ہے
ایکدن جان جای گی اپنی	گر یہی دل کی بیقراری ہے
حشر تک سُنیی تو نہو تا ثیر	واہ کیا اپنی آہ وزاری ہے
چارہ گر کیا علاج ہو کہ یہان	ہر بنِ مو مین زخم کاری ہے
اوسکی زلفین سیاہ پوش ہوئین	یہ مری دل کی سوگواری ہے
کسکا غم ہی کہ رشک سی یا ان	جان کو دل سی پردہ داری ہے

غیر ناداں بن اتری آگی
یہ بھی ایک اوسکی ہوشیاری ہے

تیری ہاتھوں سی قتل ہونیکو
مدتوں ہمنی جان ماری ہے

نرہی کوئی آرزو دل مین
ابتو یہ آرزو ہماری ہے

غم غلط کرنی کو ہی ورنہ یہان
کسکو سودای بادہ خواری ہے

تجکو دیکھون نہ آنکہ سی گرکون
اسلیی سیل اشک جاری ہے

وہ نہ آیا نہ آی گا نواب
تمکو ناحق امیدواری ہے

۱۴۴
پیچ اوسکی زلف عنبر فام کی
دلکو میری حلقی ہین سب دام کی

غیر سی بولی وہ مجکو دیکھکر
آپ بھی عاشق ہین میری نام کی

دیکھ حسرت سے اوٹھانا اے ہما — استخوان ہین کیسے گمنام کی

عاشقون نے یہ معشوقون کی ہی — ہم نہون تو پھر ہین یہ کس کام کی

لی تو چل اوس بزم مین اے شوق پر — دیکھ ہی لینگی اوسی دل تھام کی

ہجر کی شب آئی کیا نواب پھیر

دن پھری ہین گردش ایام کی

١٤٤ ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلی — کہ پردہ کعبے کا اولٹون وہان بھی تو نکلی

وہ آتی ہین مری گھر امتحان وحشت کو — خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلی

یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتی وقت — تڑپ تڑپ کی یہ دم تیری روبرو نکلی

مچل کی سر تو کبھی رکھدی میری زانو پر — کہ کچھ تو اس تری بیکس کی آرزو نکلی

چلا ہون اوس طرف ای خرابیِ دل مدد کرنا
کہ گہر سی وہ بھی ذرا بہرِ جستجو نکلے

خدا سی حور کی خواہش ہی یار کی در پر
ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گہبرا کر
طواف کرنیکو زہاد بی وضو نکلے

ذرا ذرا سا سبھی رونی والونکو دینا
جو میری آنکھونسی دل کا کبھی لہو نکلے

تمہین تو ناز تھی نواب پارسائی پہ
تمہاری گہر مین تو مے کی کئی سبو نکلے

١٤٥

ہماری دردسی عالم اگر خبر ہو جای
تو رشکِ نوح زمانی مین ہر بشر ہو جای

نصیب اپنی تو ہین سازگار جب جانون
کہ تیری دل مین کوئی نالہ کارگر ہو جای

نہ آئی روزِ جدائی جو ہو تو وصل کا دن
شبِ وصال کی یا رب اگر سحر ہو جای

ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہے
خدا نکردہ کہ اسپر کہین نظر ہو جائے

وصال اوس سے جو نواب حشر پر ٹھہری
تو غم مین بھی مری پھر خوب ہی بسر ہو جائے

۱۴۶

کیا ہو گا گر ملی کسی می کی سبو مجھے
خم مین بٹھاؤ پھر جو نہ آتا گلو مجھے

خلوت مین آہ تو ہی خلل ڈالدی ذرا
الزام دے رہی ہین وہ پھر دو بدو مجھے

محشر مین ہای دعوی الفت کی واسطی
کرنی پڑی رقیبونکی بھی جستجو مجھے

تشہیر کی نہین ہی ضرورت کہ مدتون
وحشت پھرا چکی ہے مری کوبکو مجھے

نواب کیا کرون جو وہ آئی ہین ناز سے
للہ چین لینی دی محفل مین تو مجھے

جسنی اوس راہ مین گدائی کی ١٤٧ اوسنی عشاق مین خدائی کی

بعد رنجش کی پھر صفائی کی یھی گھاتین ہین دلربائی کی

حشر کا دن بھی آتی ڈرتا ہی دہوم ہی کیا شبِ جدائی کی

خارِ صحرا اذا خدا کی لیی شرم رکھنا برہنہ پائی کی

اپنی طالع کی لاگ ہی ہمنی مدتون قسمت آزمائی کی

ذبح کی وقت ہمسی مُنہ موڑا اوسکی خنجر نی کج ادائی کی

بیوفا تھا جو وہ صنم نواب
تمنی کیون اوس سی آشنائی کی

لذت نپائی کچھ دلِ امیدوار نی ١٤٨ دہوکا بڑا دیا ستمِ روزگار نی

آرام سی وہ بیٹھی بھلا کس طرح سی — بیچین کر دیا ہو دلِ بیقرار نی

ناصح مین خاک سوؤن کہ رونیکا آج تھی — وعدہ کیا ہی اس مژۂ اشکبار نی

ہوتا جو اعتمادِ وفا تو نہوتی ظلم — مجکو تو مار ڈالا مری اعتبار نی

ممنون ہون کدورتِ دل کا کہ چرخ کو — آخر ملایا خاک مین میری غبار نی

بزمِ عزا مین بیٹھکی دم بھر وہ اوٹھ گیا — روکا نہ اوسکو ہای کسی سوگوار نی

سرخی غضب کی ہی تری آنکھون مین آج تو — مستی کی ہوش اوڑای ہین تیری خمار نی

نواب پوچھی میری ہی کسی کوئی ذرا — صدمی دکھای ہین جو مجھی انتظار نی

شاید خبر ہوئی مری حالِ تباہ کی — ۱۴۹ — جو پرسشین ہین حشر مین ہر دادخواہ کی

محفل مین دور بیٹھے ہو اغیار سے آج
تاثیر سن چکی ہو مگر میری آہ کی

آمادہ ہو تو قتل کرو شوق سے مگر
پوچھو نہ ہمسی وجہ ہماری گناہ کی

اوس ترکِ ظلم دوست سے ہین ہی نباہتا
آتی نظر جو کوئی بھی صورت نباہ کی

چاہا ہی تمکو ایسی مزی سی کہ خلق مین
مدت سی دھوم ہو گئی ہی میری چاہ کی

تیری سوا خیال بھی آیا نہ تھا کبھی
کیونکر غمِ فراق نی اس دل مین راہ کی

شوخی ہو حسینوں مین ایسی وہ بیداد گر نہو
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی

آتی ہین میری گھر وہ مگر ہمرہِ عدو
بن بن کی بگڑی جاتی ہی تاثیر آہ کی

گیسو پھر اونی آج سنواری ہین دوستو
تدبیر کچھ کرو مری روزِ سیاہ کی

رحمت بنا ہی کیون نہ جہنم کو رشکِ خلد
پرسش ہوئی ہی حشر مین میری گناہ کی

تلوار گر گئی وہین قاتل کی ہاتہ سی … مقتل مین ایسی ہائیں سی سینی نگاہ کی

نواب لاکہون گذری ہین عاشق مگر کبھی
ایسی تعئ ایک نی بھی نہ حالت تباہ کی

نواب دو ہی غمزون مین تجہپر فدا ہوی … حیران ہین کہ صبر کی دعوی وہ کیا ہوی
ای چرخ اور طرز ستانیکی اب نکال … فتنی تو تیری نذر قد دلربا ہوی
کُنجِ قفس کو دیکھینگی حسرت سی حشر تک … صیاد تیری قید سی گر ہم رہا ہوی
ہر چند دردِ دل نی لحد مین سُلادیا … پر دلسی ہاتہ میری نہ جب بہی جدا ہوی
وہ وہ سوال کرتی ہین جنکا نہین جواب … ناصح بھی میری جان کو گویا خدا ہوی
پوچہی جو وہ اداسی مرا نام نامہ بر … تو جان لی کہ مطلبِ دل سب ادا ہوی

بیدادِ چرخ سی نہ تسلی ہوی تو ہم	شوقِ ستم مین مائل ناز و ادا ہوی
واقف ہون مین ہی تم بھی ہو تسکین کہان کرون	بی لطفیونکی شہری تو اب جا بجا ہوی
کیونکر نہ اب اشارونسی بوسی طلب کرون	مدت ہوئی کہ ہونٹہ تو وقفِ دعا ہوی
میری دوا کو آئی تھی کس دہوم سی مسیح	اولٹی پھری ہین دیکھکی دیکھو تو کیا ہوی

نواب یہ بتاو کہ تدبیر اسکی کیا
ارمان وصل سی بھی جو دلمین سوا ہوی

۱۵۱

کیا کہتی ہو تم ہمسی کہ کیون میری گھر آئی	دیوانونکا کیا پوچھنا آئی جدھر آئی
دیکھو نہ مجھی پیار کی چتون سی کہ ڈر ہی	گردون سی بلا تا زن نہ کوئی اوتر آئی
کسکی یہ شبِ وصل ہی جو شور مچانی	سورج نہین ڈوبا ہی کہ مرغِ سحر آئی

دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار آگئی — کہتی تھی یہ مجھسی کہ کہو تم کدھر آئی

خاموش ہو گو بعد مری قتل کی لیکن — کہتی ہین نگاہین کہ بڑا کام کر آئی

ہو سیر کہ دل چھینی اودھر تیری نزاکت — بل کھاتی ہوئی لٹ ادھر تا کمر آئی

دیکھین برِ دشمن مین تو الزام تجھی دین — آئی بھی تری گھر تو کس امید پر آئی

دل دیکی اوسی خاک دعا ہو مری مقبول — جب دلسی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی

منہ اوسکا بھی کالا ہو شبِ ہجر کی صورت — یارب جو شبِ وصلِ صنم کی سحر آئی

یون تڑپی تری کوچی مین بسمل کہ فلک سی — سب حور و ملک بہرِ تماشا اوتر آئی

دی عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی — مقتل مین ہی اک غل کہ وہ باز گر آئی

جائینگی تو وہ صبح کو ای حسرتِ دیدار — آنکھونمین مری شام سی کیون اشک بھر آئی

اب کس سی مین پوچھون دلِ گم گشتہ کا احوال
قاصد تو تری کوچی سی سب بیخبر آئی

او سوقت مجھی بھول نجانا فلکِ پیر
جب تجھسی کسیکی کوئی امید بر آئی

خط کیا مین وہین دیکھ لون اپنا خطِ تقدیر
ظلمت مین ترا چاند سا مُنہ گر نظر آئی

دل بھی وہین بسمل ہی جگر بھی وہین بسمل
کوچی سی تری دیکھیی کسکی خبر آئی

نواب خدا کی لیی آنکھون ہی مین کہنا
ایسا نہو باہر کوئی لختِ جگر آئی

۱۵۲
عشاق مین بدنام عبث جور و جفا ہی
مشتاقونکی دشمن تو یہ کمبخت حیا ہی

آئینہ دکھا کر نہ ہٹائینگی کبھی ہم
تا جان لو تم بھی کہ مزہ دید مین کیا ہی

لکھا تو مرا تمنی مٹایا مگر افسوس
اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہی

شوخی سی ہوا اونکی مین بیچین تو بولی — دعوی ہو جسی صبر کا یہ اوسکی سزا ہے

وہ شیوہ پیدا ہوا کیا کہ اوسی آج — ہر بات پر اغیار سی بھی عذر جفا ہے

کیا خاک تسلی ہو مری وصل سی یارب — حسرت تو مری دلمین کچھ اس سی بھی سوا ہے

قاصد تری سمجھانی سی کیا فائدہ مجکو — وہ آپ سمجھ لینگی جو کچھ مینی لکھا ہے

اس پند و ملامت سی بھلا فائدہ ناصح — ہم چاہین اوسی یہ بھی تو اک شان خدا ہے

لطف آی یہ گالی مین کہ ہی زیست بھی دشوار — غصی نی دم وصل بڑا قہر کیا ہے

لاعلم ہین سب پر مجھی معلوم ہی جو کچھ — قسمت مین مری کاتب قدرت نی لکھا ہے

فریاد جو کی بزم مین تو ہنس کی وہ بولے — چپ رہ کہ تظلم کی یہی روز جزا ہے

نواب سی آگاہ نہین پر ہی یہ معلوم

کوچے مین تمہاری کوئی دم توڑ رہا ہے

۱۵۳

وصلت مین شکل مرگ کی آنکھوں مین چھا گئی — سختی فراق کی مجھے کیون یاد آگئی

ہجر صنم مین حضرت ناصح نصیحتین — غمخواری آپکی تو مری جان کھا گئی

غیرونکو دیکھتی تھے نگہ پڑگئی ادھر — صد شکر ایک چوٹ تو اونکی خطا گئی

کاکل کو سر چڑہا و نہ اتنا یہ ہی وہی — جو پیچ دیکی مجکو بلا مین پھنسا گئی

شوخی نے اوسکی کام کیا ہی دم وصال — پردے مین شرم کی مجھے صورت دکھا گئی

جس چاہ کی ہوتی نہ سمائی جہان مین — کیونکر ہمارے دل مین وہ یا رب سما گئی

انکار وصل غیر بجا ہے سہی مگر — کیا بات تھی کہ جس سے تمہین شرم آگئی

آرائش کی وقت دکھاتی ہی آئنہ — مشاطہ خوب دل کا مری بھید پا گئی

آیا نہ کوئی تیری گلی سی مگر صبا
زلفین بنانی کا مجھی مژدہ سنا گئی

اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقتِ دید
کیا کیا نگاہِ ناز کو چورے لگا گئی

آیا گمان میری ہی رونی کا تھا ہے
جب کان تک تمہاری کسیکی صدا گئی

مرنیکی میری سن کی خبر بول اوٹھا وہ شوخ
اچھا ہوا جو سر سی مری یہ بلا گئی

وصلت مین قتل کر ہی چکی تھی حیا مگر
شوخی تمہاری دیکھکی پھر جان آگئی

ناکامیِ نصیب، نہ آئی گا وہ کبھی
تربت ہماری جسکی لیی تو مٹا گئی

چوری چھپی نگاہ کرینگی وہ کیا ادھر
مجھ سی تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی

نواب دل لگا ہی لیا آخر اوس سی ہائی
بیٹھی بٹھای کیا یہ تری جی مین آگئی

ہم کبھی جوشِ جنون مین بھی نہ عریان ہونگی — اسقدر خاک اوڑائینگی کہ پنہان ہونگی

جلوی قاتل کی بھی گر سرِ میدان ہونگی — مین تو کیا ہون ملک الموت بھی بیجان ہونگی

حالِ دل کیون نہ سناؤن اونہین اپنا ہردم — یہی ہوگا کہ ذرا اور پریشان ہونگی

وصل کی تجھسی جن اغیار سی ٹھہری ہوگی — ہای کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی

کچھ نہین صبحِ شبِ وصل کا کھٹکا دلکو — یون نہ موت آئی تو ہم آپ کی قربان ہونگی

دل دیا تھا تجھی جسدم یہ نہتی ہمکو خبر — کہ تری عشق سی اس درجہ پشیمان ہونگی

بعد مرنیکی لحد بھی مری ہل جائیگی — گر کسی سی بھی وفا کی کبھی پیمان ہونگی

قتلگہ مین نہین تو ڈھونڈھکی لی آ قاتل — ساری دنیا مین کسی جا تو نمکدان ہونگی

ہای کیا لطف اوٹھائینگی تری قرب مین — میری ہی طرح اگر غیر گران جان ہونگی

اتنو رہنی دی صنمخانی مین ہمکو واعظ
بہت جو دنیا مین نہونگی تو مسلمان ہونگی

کون دامن ترا پکڑیگا خدا کی آگی
گریو ہین ہاتہ مری وقف گریبان ہونگی

مین اسی سوچ مین ہون آیگا کیونکر محشر
تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی

ناز نواب عبث ہی تمہین اس حسرت پر
تمسی بھی بڑہ کی وہان سیکڑون حوران ہونگی

١٥٥

دیکہ تو لین رہ دلدار مین آنی والی
ایسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والی

بخت میرا جو بنا تھا تو بنائی ہوتی
یا خدا بگڑی بھی تقدیر بنانی والی

عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
ہمسی دو چار بھی ہوتی جو رلانی والی

ظلم سی توبہ نکرنا کہ بہت باقی ہین
ابھی دنیا مین تری جور اوٹھانی والی

رنگِ عشاق نہین دیکھتی ہین پھول کی | ہای کیا سوچی ہین تصویر بنانی والی

کون صورت ہو مری زیست کی نواب بھلا
گر زبانمین نہون دلکی ستانی والی

١٥٦

جس کی تمپہ طبیعت آئی ہی | اوسکی پرسش کو خلقت آئی ہی
بوسی لیتی ہی میری ناکامی | جب لبون پر شکایت آئی ہی
پوچھتی ہی مجھی کو ہر اک سی | جو زمانی مین آفت آئی ہی
جب جتاتا ہون عشق کہتی ہین | اک تمہین کو تو چاہت آئی ہی
دل ہی پہلو مین مضطرب شاید | دھوم سی آج حسرت آئی ہی
وصل اوسکو نہین ہی گر منظور | کیلئے پھر قیامت آئی ہی

گہر مین میری کہان جگہ اتنی ‌ ‌ ‌ ہر گہڑی اک مصیبت آتی ہے
وصل کیسا کہ میری ملنی سی ‌ ‌ ‌ موت کو بھی تو غیرت آتی ہے
منہ چہپالو وگرنہ ہوگا حشر ‌ ‌ ‌ وہ نظر میری تربت آتی ہے
ابتو یہ شکل ہے کہ اوسکو بہی ‌ ‌ ‌ حال پر میری رقت آتی ہے
جان کیطرح کیون نہ دلمین رہے ‌ ‌ ‌ دیکہکر تجکو حسرت آتی ہے

روز وصلت گذر گیا تو اب
ہای پہر شام فرقت آتی ہے

بیمار ہجر کا تمہین ناحق خیال ہے ‌ ‌ ‌ ۱۵۷ ‌ ‌ ‌ گر ہی بھی فراق تو اکدن وصال ہے
بیبا کیونکی واسطی دل مین حیال ہے ‌ ‌ ‌ لی بوسی ورنہ تیری یہ کسکی مجال ہے

یہ التفات بڑھ گئی اغیار سی کہ اب — جو ہی ترا جواب وہ میرا سوال ہے

پوچھو اوسی سی تم سببِ قتل دوستو — مرنیسی میری جسکو عبث انفعال ہے

تحمیل جور بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی — سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہے

آنا یہان اجل تو ذرا دیکھ بھال کر — فرقت کی شب نہین ہی یہ روزِ وصال ہے

میری شکایتون سی یقین آچکا تمہین — اپنی ہی دل سی پوچھو جو کچھ میرا حال ہے

کیونکر نہ دوست رکھو نہین الفت کو جانتے — باقی رہی گی وہ یہ سریع الزوال ہے

نازک مزاجون سی نہین امیدِ امتیاز — نقصان بھی جو دیکھو مرا تو کمال ہے

زلفو نہین ہی وہ چہرہ پہ لاکھا ہی ہونٹہ پر — وہ مہ ہی ابر مین یہ شفق مین ہلال ہے

پیکانِ یار جلد خبر لی کہ اندنون — زخمِ جگر کی پھر مری کچھ دیکھ بھال ہے

پرسش سی حشر کی جو ڈرایا تو بول اوٹھے	وہ بھی تو اک ہماری ہی ادنی سی چال ہے
مین بھی کمال عشق مین ہو جاون لاجواب	قائل ہون جب کہ حسن ترا بیمثال ہے
زردی رخ پر اوسکی نہ تو ہو لنا رقیب	چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہے
طالب وفا کی ہم ہوی اوس بیوفا سی ہای	جسکو جفائین کرنی مین بھی قیل و قال ہے

نواب بس یہی نہ کہ مرتے ہوے پر
اتنی سی بات کی لیے جینا محال ہے

١٥٨

دم رخصت وہ بی نقاب ہوی	ہای کس وقت بی حجاب ہوی
سوتی دیکھا نصیب کو تو ہم	عاشق چشم نیمخواب ہوی
پھیرتا تھا کسیکا دل اے چرخ	فائدہ کیا جو انقلاب ہوی

ہم سراپا سوال تھی لیکن
دو ہی باتو نہین لاجواب ہوی

دو رہی روزِ حشر پھر ہمپر
شبِ ہجران مین کیون عذاب ہوی

دمِ وصلِ عدو ہوی ہین یاد
ہم بھی کسوقت باریاب ہوی

آگئی موت نامہ برکو ہائے
جب وہ آمادۂ جواب ہوی

بی سبب رنج دینگی کیون افلاک
یہ بھی کیا آپ کی عتاب ہوی

کون اوٹھائیگا لطفِ ناکامی
ہم اگر تجھسی کامیاب ہوی

واعظونکو پلائی مَی نواب
کیسی کیسی ہمین ثواب ہوی

بیمار تری خواہش عیسی نہین کرتی ۱۵۹ مرجاتی ہین یہ ننگ گوارا نہین کرتی

جس سی نہو منظور ملاقات تو اوسکو
دزدیدہ نگاہی سی بھی دیکھا نہین کرتی

آتی ہین دمِ نزع سبھی بہرِ عیادت
پر سوچ تو اُس ناز سی آیا نہین کرتی

حیرت ہی کہ جو کہتی ہین آپکی تصویر
کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی

تمکو مری چاہت سی ہی انکار سرِ بزم
ایسا بھی کسیکو کبھی رسوا نہین کرتی

عاشق کو کہی جاتی ہین تعزیر کی قابل
پھر کہتی ہین ہم آپکا شکوا نہین کرتی

ڈرہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ بھی
ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی

نواب یہ کیا حال ہوا سوزِ نہان سے
اتنا بھی غمِ عشق کا اخفا نہین کرتی

۱۶۰

غیر کو تجھسی ہم دیکھین گی
کسکی آنکھونسی یہ ہم دیکھین گی

یہ نتھی ضعف سی امید کہ ہم — اسقدر تیری ستم دیکھینگی

بھول جائینگی وہ گیسو اپنی — جب کسیکی شبِ غم دیکھینگی

غیر آتا ہی صفائی کی لیے — اب تری عہد و قسم دیکھینگی

شوقِ دیدار کہین جا کہیان — ہمتو کل خوابِ عدم دیکھینگی

ہی بہت شور تری صدمونکا — ہم بھی ای شورشِ غم دیکھینگی

ہی جو تقدیر مین تو ای نواب
اسکی پھر چل کی حرم دیکھینگی

رباعیات

رباعی

رحمٰن و رحیم تجھسی ہی کون سوا
آمرزشِ کُل ہی تیری ادنیٰ سی ادا
کیونکر نہو بخشش کہ ازل سی یاز
عاشق ہی گنہ پر مری رحم ترا

رباعی

اللہ نی جب کیا یہ عالم پیدا
آدم سی ہوئی دہر مین رونق کیا کیا
مصنوع کو جب ہوئی تلاشِ صانع
محبوب کو اپنی بہرِ تسکین بھیجا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کسی نے پایا
اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہون جہان چار طرف چار قمر
باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا

رباعی

کبتک یہ بتونکی جور یارب یارب
کبتک یہ بلا کی طور یارب یارب
یہ ظلم نچہوڑین تو بحقِ عشاق
بہیج انکو بدل کی اور یارب یارب

رباعی

چہیڑین ہین نہ بین کی نہ مطرب کی الاپ
ساقی کی ادائین ہین نہ سازونکی ملاپ
وصلت کی شب گذر گئی صبح ہوئی
سنّاٹا ہی سب بیٹہی ہوی ہین چپ چاپ

رباعی

ہم تمکو بتائین آج اک گہات کی بات
جو گہات کی گہات اور ہو بات کی بات
وہ یہ ہی کہ چاہت کی بُڑہانی لی
دن کو بھی ہو اگر ہی وہی رات کی بات

رباعی

رکتی نہین اونکی ابھری جوبن کی چوٹ — آئی وہ شب اسطرح کہ دل ہوگیا لوٹ
چھیڑا دمِ وصلت تو بگڑ کر بولے — بھاتی نہین مجکو یہ تری نوچ کھسوٹ

رباعی

فرقت مین ہجومِ آہ و زاری ہی عبث — وحشت مین تلاشِ غمگساری ہی عبث
جب اپنی ہی شوق سی دیا دل نواب — پھر رات دن اتنی بیقراری ہی عبث

رباعی

نالی مین ہی طرزِ نارسائی پھر آج — کرتی ہی فغان ساری خدائی پھر آج
دیکھو تو یہ کیا بلا ہی نواب کہین — آئی تو نہو شبِ جدائی پھر آج

رباعی

ای چارہ گر ایذا پی تدبیر نہ کھینچ
بیتاب نہو نالۂ شبگیر نہ کھینچ
رگ رگ سی مری جان جو کھنچتی ہی کھنچی
پر میری جگر سی یار کا تیر نہ کھینچ

رباعی

کیسی ہی طرب خیز مئ جام سی صبح
نواب ہم آغوش ہی آرام سی صبح
تم دیکھ کی آج ہی ہوی ہو حیران
ہوتی ہی وہان روز یوہین شام سی صبح

رباعی

گردش مین ہی تو سب سی مقدم ای چرخ
تجھپر بھی ہی اس وضع مین عالم ای چرخ
پہر دیکھی گا وحشتین مری جب دم تو
پھر جائی گا سر ترا بھی اوسدم ای چرخ

رباعی

منہ دیکھی کی بات ہی یہ پیاری قاصد	وہ اور خیالِ غمگساری قاصد
کیا اوس سے امید ہو ابھی تک جسکو	سہوًا بھی نہ یاد ہو ہماری قاصد

رباعی

شکل اوسکی ضرور تو نے دیکھی قاصد	صورت جو بگڑ گئی ہی تیری قاصد
پوچھو نہیں خبر اوسکی بہلا کیا تجھسے	تجکو تو خبر نہیں ہی اپنی قاصد

رباعی

ہمنے جو کہا نوچینگی زخمونکی کھرنڈ	تدبیر اپنی کچھ نہو تمکو گھمنڈ
ہنسکر بولے کہ واہ ماشاء اللہ	ایسی ہی تو ہین آپکی بیشک بُہجنڈ

رباعی

کچھ کام نہ آئی گا کمر کا تعویذ
در کار ہی آنکھونکو نظر کا تعویذ
دل لیلو نگاہِ ناز سی حاضر ہے
ایسا نہ ملیگا پھر اثر کا تعویذ

رباعی

کبتک شبِ وصل چپ ہین سمجھ کر
دامن تک آئین کب تک آنسو بہ کر
وہ کونسی باتین ہین بتاؤ تو سہی
ہو جاتی ہو خاموش جو ہین ہین کہ کر

رباعی

وحشت سی ہماری ہی زمانہ مضطر
کوئی نہین لیتا دلِ وحشی کی خبر
ملتی بھی جو لیلی تو نہ ملتی نواب
مجنون ملتا تو خوب روتی ملکر

رباعی

دل کہتا ہی اوس صنم کو وصلت مین چھیڑ
غم کہتا ہی اپنی دلکو فرقت مین چھیڑ
مین کہتا ہون نواب نہ سن ایک کی بھی
نغمہ کوئی دردخیز خلوت مین چھیڑ

رباعی

تو آئی نہ جبکہ تھا مصیبت کا روز
اب آئی کہ ہی یار کی وصلت کا روز
مانونگا اجل تیرا بہت مین احسان
اب جا آنا جب آئی فرقت کا روز

رباعی

اب مجکو نظر آتی ہی شکلِ معکوس
بیگانہ ہی مجھسی غیر سی تو مانوس
جس دل مین بھرا ہوا اک جہانِ امید
افسوس صد افسوس وہی ہو مایوس

رباعی

برآئی نہ ہای آرزوی پابوس	گلہای امید پر پڑی کیسی اوس
دو ہچکیو نمین نکل گئی جان حزین	شکل اوسکی نہ مرتی دم بھی دیکھی افسوس

رباعی

حیرت کا ہی مقتضی کہ ہو جا خاموش	وحشت کی ہی خواہش کہ رہا کر بیہوش
سب باتین یہ جاتی رہین گر ناہی	تم پیاری ایک روز ہو ہم آغوش

رباعی

کہتی ہین جسی لعل مذاب خالص	گر غور کرو تو ہی وہ آب خالص
ہمتو نہ پیئین گی جز شراب کوثر	نواب وہ بیشک ہی شراب خالص

رباعی

گر تیری سوا اور کو چاہین بالفرض
ملنی کی نکالین اوس سی راہین بالفرض
ہو جای گا دو ہی دِن مین تجھسا وہ بھی
کھینچین بھی ہزار دس آہین بالفرض

رباعی

نواب کہانتک آخر آہونکا ضبط
ڈرہی کہین دشمنونکو ہو جای نہ خبط
فرقت مین بھلا کچہ تو طبیعت بہلے
وہ بت جو نہین ہی تو بڑہا اوسی ربط

رباعی

ہر چند لکھا ہی سرِ لوحِ محفوظ
چاہت سی نہو گا کبھی کوئی محظوظ
نواب مگر عشقِ مجازی مین بھی
بہتر ہی رہی عشقِ حقیقی ملحوظ

رباعی

هرچند که شربِ می بهت هی ممنوع
پر جوشِ جوانی مین هی سبکو مطبوع
دل کهول کی ابتو خوب پی لین نواب
پهر توبه سی کرینگی بڑهاپی مین رجوع

رباعی

مینا و شراب و ساقی و شمع و چراغ
نقل و نی و چنگ و سیرِ صحرا و باغ
یه سب سامانِ عیش و عشرت نواب
ملجای تو هرگز نه ملی اپنا دماغ

رباعی

بهیجا هی مجهی جو اوسنی اپنا موباف
کهتا هون یه اولجها هوا مطلب مین صاف
یعنی که اسیرِ دامِ گیسو کی لیی
هرگز نهین هی یهان مهر و انصاف

رباعی

پہلو مین ہی دل اوسکی ادا کا مشتاق
مشتاق ہی اور کس بلا کا مشتاق
جس طرح کوئی صاحب نسبت نواب
مدت سی ہو جلوۂ خدا کا مشتاق

رباعی

کبتک یہ بی سبب لڑائی کب تک
کبتک بیوجہ یہ جدائی کب تک
منت کرتا ہون او کہنا مانو
سیدہی بات تو نہین کج ادائی کب تک

رباعی

ہر چند بھری ہین خود فلک مین نیرنگ
جن سی کہ ہی عقل ساری عالم کی دنگ
اسپر بھی بتاتی ہی اوسی چال تری
ذرات ہماری پائمالی کی ڈہنگ

رباعی

نکلی پھر خوب ہی مدارات کی شکل | بگڑی کبھی بن کی ملاقات کی شکل
ہر روز رہی رات نہو صبح کبھی | آئی جو قیامت بھی تو ہو رات کی شکل

رباعی

فریاد و فغان مین بسکہ تجپا ہی دل | سب کہتی ہین حیرت سی تماشا ہی دل
محفوظ رہی تا نظرِ حاسد سی | اسواسطی زلف مین چھپایا ہی دل

رباعی

مدت مین ہوا ہی غمِ ہجران زائل | باتونکی یہی بہت تڑپتا ہی دل
اللہ کو مان کر نہ کافر چپ بیٹھ | انسان کو بت بنّی سہی آخر حاصل

رباعی

طبلہ نہ بجاؤ تم اداسی ہر دم
عشاق کی حق مین ہوگا آخر یہ ستم
حورین اوترآئینگی فلک سی دیکھو
کرتی ہوی محفل مین تمہاری چھم چھم

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہین گل غنچہ دہن
نسرین بر و نسترن گلو لالہ ذقن
بینی شبو لب ارغوان سنبل زلف
انکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی سمن

رباعی

اوس کوچی مین خاک اڑانی جائیگا کون
رسوا ہو کر وہان سی آئیگا کون
برباد جو ہو گئی ہم ای بادِ صبا
بگڑی ہوئی زلف پھر بنائیگا کون

رباعی

ماتھا ہی چاند زلف کالی ناگن — ابرو ہی کمان تیر تیکھی چتون

گردن مینا ہی جامِ واثر وں پستان — رخسار ہی آفتاب بہرہ ہی ذقن

رباعی

صلواتین کسی روز سُنائین تمکو — بگڑو تو اور بھی سنائین تمکو

لپٹو تو آگ بھاگین بلاؤ تو نہ آئین — جب خوب خفا ہو تب منائین تمکو

رباعی

گردن کو مری لاگ ہی خنجر کی سات — مژگان کی خلش ہی جانِ مضطر کی سات

فصاد سمجہ کی کھولنا فصد ذرا — دم میرا نکلجای گا نشتر کی سات

رباعی

یہ تنگیٔ دل پہ آہ بہرتی بہرتی — فریاد بہی اب کرتی ہین ڈرتی ڈرتی
وہ بوسہ جو دیکی قتل کرتی تو ہم — اُف مُنہ سی نہ کرتی کبہی مرتی مرتی

قطعہ

ترے کوچی مین کل نواب کو یہ جوشِ سودا تہا — کہ لاکہون اوسکو سمجہاتی تہی پروہ کچہ نہ سنتا تہا
تہا کچہ بہی مرض نی دیکہ صرف اک تیری ملنی کو — بہانہ تہا یہ سب ظاہر مین اک وحشت کا پردا تہا

تمت

تاریخ منشی مظفر علیصاحب اسیر

در فصاحت در بلاغت در متانت بیمثال — تاجِ دیوانہا کلامِ خسروِ عالی ہمم

خواستم تاریخ طبع آن چو از ہاتف اسیر — گفت این دیوانِ سلطانست با تاج و علم
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی محمد اسمٰعیل حسین صاحب منیر

ہوا مطبوع دیوانِ دوم خدامِ عالی کا — کہان ہین وہ دادِ دین آکر نظیری اور خاقانی
منیرِ مدح خوان نی اسکا سالِ طبع یون پایا — چھپا سرمایۂ دل دوسرا دیوان لاثانی
۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا خسروِ آفاق نی دیوان کہا ہے — اللہ ری اللہ ری یہ دستگہِ نظم
کس طرح یہ دیوان نہو سامعہ افروز — کہتی ہین اسی مہرِ سخن ہی یہ مہِ نظم
ہی روح فزا دلکو یہ عیسی فصاحت — ہی راہنما شوق کو یہ خضرِ رہِ نظم
ای داغ ہوا طبع کلامِ شہِ والا — اس نظم کی تاریخ کہی مینی شہِ نظم ۱۲۹۵ھ

تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

چه فرِ شوکت و شانِ بیان ست — خوشا آئینِ نظمِ خسروانی
جلال این ست سالِ طبعِ دیوان — شہِ ملکِ سخن زیبِ معانی
۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم

بحمد اللہ کہ یہ دیوان چھپکر ختم پر آیا — ہوا آویزہ گوشِ زمانہ شعر تزئین کا
دمِ نظارہ ترکیبِ لفظ و خوبیِ معنی — پشیمان حوصلہ دیکھا نگاہِ چشم بین کا
نزاکت حسنِ بندش لطفِ مضمون دیکھکر ہر سو — ہوا اربابِ معنی مین بلند آوازہ تحسین کا
پئی تاریخ ای تسلیم یہ مصرع لکھا مینی — چھپا دیوانِ دوم قبلۂ دین مضامین کا
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

بہارِ دیوان نظم اردو بہلای دل سی خیال جادو

کلام معجز نظام ہے یہ نہ سمجھی کوئی کہ ساحری ہے

ٹپک رہا ہی جو رنگ مضمون تو لفظ او بھری ہین بن کی جوبن

ہی بیت ابروی حور مطلع ہر ایک مصرع قد پری ہے

نئی ہی ترکیب تازہ بندش غضب فصاحت ستم بلاغت

محاوری کا جو حسن دیکھو تو شاعری کوٹ کر بھری ہے

صبا بھی کیا خوب خوش بیان ہی کہی یہ تاریخ طبع دیوان

کہان ہی طرز بہارِ جادو یہ معجزہ ہی یہ شاعری ہے

۱۲۹۵

تاریخ سید ابو محمد صاحب بدر خلف منشی سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر

سرکار کا دوسرا جو دیوان چھپا | ارباب سخن کو ہوگئی شادی عید
ای بدریھی طبع کی تاریخ کہو | گنجینۂ اعجاز مضامین مفید
۱۲۹۵ھ

تاریخ محمد فصیح الزمان خان صاحب خلف کوچک شیخ محمد وجیہ الزمان خان صاحب مرحوم

چون مایۂ نشاط جہان شد ز حسن طبع | دیوان ثانی ملکِ مُلکِ عز و جاہ
تاریخ آن فصیح ثنا گوی شہریار | گفتا لآلی سخن آبدار شاہ
۱۲۹۵ھ

تاریخ سید کاظم علی صاحب برادر خرد سید ضامن علی صاحب جلال

حقا کہ ہست جملہ کلام تو خسروا | مطبوع ہر سخنور و مطلوب خاص و عام
گفتا مثال مصرع تاریخ سال طبع | شاہا ہمہ کلامت شاہ ہمہ کلام
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی کنج بہاری لال صاحب خلف منشی بانکی بہاری لال صاحب لکھنوی

زہی تصنیفِ سلطانِ جہانگیر — فصیح و دلکش و مطبوعِ عام ست

نوشتم مصرعی لائق بتاریخ — کلامِ شاہ ماشاہِ کلام ست

۱۲۹۵ھ

تاریخِ فقیر امیر احمد امیرؔ

ہی زبانِ شاعران مفتاحِ کنزِ تختِ عرش — لیکِ ہر شاعر کو کب ہوتا ہی حاصل یہ مقام

ہی یہی سلطان کہ ہی روح القدس کا ہمزبان — واہ کیا دیوان لکّھا جو مرصّع ہی تمام

لفظ وہ گوہر کہ روشن جنکو آنکھین دیکھکر — نکہتِ گلہای مضمون سی معطر ہین مشام

طبع دیوان ہوچکا ہونی لگین جلدین درست — گردِ مطبع ہین خریدار اونکی کیسی ازدحام

طبع کی تاریخ کلکِ فکر نی لکھی امیرؔ — چھپ گیا یہ خسروِ ملکِ معانی کا کلام

۱۲۹۵ھ

خاتمۃ الطبع

چو حرفِ مدح تو کلکم بلوح انشا زد * دوید بر درِ جان لفظ و بانگِ معنی زد

اوس وادی مین خامۂ پاشکستہ کی ناصیہ سائی جسمین بڑی بڑی اولوالعزم ہمت پیغمبر یک ٹٹ گھوڑا نہ دوڑا سکی واماندگی کا نام بدنام کرناہی ناچار محض الحمد للہ پر کفایت کیے رہا اوس لطف کی دولت کا شکر وسپاس جو کلیمِ طورِ قابَ قوسین اَو ادنیٰ مالِ مفت کیطرح دھری ہی لٹائی گونگی کیخواب سی بڑھکرہی مجبور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر قناعت کی کھو غنی اسکی بعد آج وضو کر کی نیت باندھ کر کونسا فرضِ عظیم ادا کرنی پر کمر کسی ہی ہاں تاکہ شیوا بیانی مین تم بھی کارخانۂ قدرت کی حکم نافذ کا حکم رکھتی ہو مگر نہ ہر جای مرکب توان تاختن * یہان بڑی بڑی تیز زبان منہ کی کھاگئی ہین ادھر ہیبت سلطانی اودھر شوکت خسروانی دوغرندہ شیرنکی سامنی زمزمہ سرائی بشر کا کام نہین یہ سب کچھ بجا و درست مگر چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان * اقبال خداوندی تو پشتی پر ڈھارس باندھنی کو ع خالی نہین پھرا کوئی باب کریم سی * کمر جی بڑھا رہا ہی آپہ جھجھکون تو بزدلی ہی آنکھین جھپکاؤن تو کور نمکی ہر چند دہن سی بڑا لقمہ نگلنی کا ارادہ چھوٹی منہ سی بڑی بات کا قصد کیا ہی ساتھ ہی اسکی یہ بھی حلب کو آئینہ تبت کو مشک دریا کو موتی کان کو جواہر گلشن کو پھول خرمن کو دانہ نذر دینی چلا ہون لیکن گر بی ہنرم وگر ہنرمند * لطفت امیدم از خداوند * میری ولی نعمت کی ذات قدرشناسی مین بلا تشبیہ اوس ذات کا ظل ہی جسکی شبیہ نہین پھر مدح خوانی مین قصور کرون تو صریح بدقسمتی ہی ہان بسم اللہ الرحمن الرحیم غلغلۂ خسروِ من شد بلند * زلزلہ در گورِ نظامی فگند * ابھی حضرت مولانا جامی کفنمین کیعین منہ چھپائی لیتی ہو تم تو کہتی تھی کہ حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند * تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند * دیکھیی قبلہ * ہنوز آن ابرِ رحمت درفشان ست * خم و خمخانہ با مُہر و نشان ست * گو فنِ شاعری حضور ممدوح کی اور علوم دقیقہ کی نسبت بطورِ تفننِ طبع ہی لیکن یہ کیا ایسا منہ کا نوالا ہی بڑی بڑونکو عمر کھو کر نہ آیا یہان چند ہی روز مین نقش گذشتگان مٹا دیی یہ طبیعت عالی من جانبِ اللہ ہی وکی دشت بیاضی اگر ایک شعر سن پای اپنی بیاض کو تقویم پارینہ سمجھکر بیاض صبح کیطرح پارہ پارہ کری شاپور طہرانی

شاہد اِن مضامین کی شیرین ادائی پر محو ہو کر تصویر حیرت بنی فکر بلند سیر اگر ہم پرواز طائر بخت سلیمان نہین تو پریزادانِ مضامین کو
بندش کی شیشی مین کسنی اوتارا زبانِ شیرین بیان اگر ہوش ربای اعجاز کلیم نہین تو سخن سا حیرت بان کیونکر قول ہارا دیوان یون ہے
یا خسرو اقلیم معانی کا دفتر یا بہشت مضامین کی بیاض صبح یا کارخانۂ قدرت کی لوح محفوظ وحشی اسی پریچہر زاہد فریب کا دیوانہ -
تجلی آسی شمع بی دود کا پروانہ کلیم اسی عرش ربا جلوی کا ارنی گو ہو سوی اسی مجسم نور کا لن ترانی شنو تسمل اسی تیر کاکل ربا کا نخچیر غنی اسی
دولت لازوال کا فقیر ہر مصرع سو کرامت سے زیادہ ہر شعر لاکھ اعجاز سی بڑھکر نوک پلک اشعار آبدار کی لہای اہل درد کی لیی نشتر کیا شستہ
جسکی آرزو مین رگِ جانِ عشق نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِن حَبلِ الوَرِید کا ورد کہنی ہوئی مصرع وہ دلدوز تیر جسکا زخم سوزن مژگان حور و مار
نفس مسیحا سی نو کو بھی اپنا ننگ سمجھی ہان یہ بات البتہ غور کی قابل ہی کہ مجہ نادان نی اس شاعری کو اعجاز یا کرامت کیون تصور کیا
سنو انصاف دوستو ہر کسب فن کی لیی آزادی اگر واجب نہین تو کالواجب ہے وہی خصوصاً شعر سا وحشی کہ ذرا سی قید مین اپنی حد سا
پرستارونکا آشنا نہین رہتا چہ جائی کہ سیکڑون قیود سی مسلسل ہو کر آزادی سی زیادہ ترزام ہو یہ اعجاز و کرامت نہین تو کیا ہی - آنکر
آگی آئیو منادی بالف الخمر بان لفظ اور باشمام واو اخفای ف نون بلا اضافت اعلان با اضافت آو سوا اسطح سی لفظ
اہل نسبت شخص واحد بل بی بتلانا دکہلانا یہ تلک دیکھو کیجو دیکھی کیجی سارا حالت انفرادی کی وراکون بوزن لمن غیر ذی روح کی
نسبت مو اموی شمشیر ہایی حروف سر بفتح اول بلا ترکیب وان یان اسمای اشارہ الفاظ عربی و فارسی کی حرف آخر کا تقطیع سی سقاط آگر
اگر اس سی زیادہ متروکات لازم کرنی پڑتی کہین سی بندش سست نہ کوئی تلاش ہین تنگی شان ظل اللہی کی یہی معنی ہین کہ جمہور سی امتیاز ہو واقعی یہ
من اللہ ہی للہ الحمد کہ یہ مصحف ایمان سخن تاج المطابع مین حضرت امیر الکلام و غنی فقیر کی تصحیح مہر حشمت علیصاحب مصلح سنگ سنابدل شیخ الٰہی بخش صاحب
خوشنویسی عدیم المثال میر سید علیصاحب پرسیمین مرزا نظیر بیگ صاحب نقاش بی نظیر کی حسن لیاقت سی ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بہ جہکہ
اختتام کو پہنچا ہر دائرہ وہ نقطہ حدقہ و مردمک چشم بصیرت سی سطح کم نہین ہر حرف کی نوک پلک شاہدان خوش وضع کی چشم و ابرو پر چشمک زنی کو
اپنا ننگ کیونکر نہ سمجھی گو تصحیح مین اہتمام بحد کیا ہے لیکن انسان خطا و نسیان کا پتلا ہی ارباب نظر سی اگر کہین بالغرض پائین تو بانصاف مائین